آر ایس ایس(R.S.S)

آر.ایس.ایس یعنی (راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ) یہ ہندوستان کی ایک متشدد ہندو تنظیم ہے۔

بانی: کیشو بلی رام ہیڈ گیوار.

سن تاسیس: ۱۹۲۵ء ناگپور مہاراشٹر انڈیا میں باقاعدہ اسکی بنیاد رکھی گئی اور بھگوا پرچم اسکا ن نشان پایا۔ لالا لاجپت کی صدارت میں ہندو مہاسبھا کا سالانہ اجلاس ہوا تھا اور اسی اجلاس میں اسکی بنیاد رکھی گئی.

حالیہ چیف: موھن بھاگوت.

برتانوی حکومت نے بھارت میں اپنی حکومت کے دوران ایک بار اس پر پابندی عائد کردی تھی۔ جبکہ آزادی کے بعد حکومت ہند نے مختلف اوقات میں اس پر تین دفعہ بین لگایا تھا آج بھی امن پسند حلقوں نے اس پر پابندی کی آواز اٹھا رہی ہے۔

ظاہری مقصد: مادر وطن کی ذاتی خدمت.

حقیقی مقصد: بھارت کو ہندو راشٹر میں تبدیل کرنا، ایک خاص طبقہ کی سربراہی اور تمام حکومت کی مراعات کا پہلا حقدار ہندؤوں کو قرار دینا، ہندو راشٹر رام راج اور ہندو کلچر کو دوبارہ واپس لانا ہے۔

آر ایس ایس کی ذیلی تنظیمیں:

۱) سنگھ پریوار (آر ایس ایس کے آدیشوں کے مطابق کام کرنے والی تنظیموں کو اجمالی طور پر سنگھ پریوار کہا جاتا ہے)

۲) وشوہندو پریشد.

۳) BJP یہ آر ایس ایس کی سیاسی تنظیم ہے۔

۴) اکھل بھارتیہ ودھارتی پریشد، یہ آر ایس ایس کا اسٹوڈینٹ ونگ ہے اسکو ABVP کہتے ہیں.

۵) ون ہندو پریشد۔

٦) وناسی کلیان آشرم۔

۷) ہندو ویواواہنی۔

۸) ہندو مہا سبھا۔

۹) بجرنگ دل۔

ان کی حالیہ دہشت گردانہ سرگرمیاں:

۱- مالیگاؤں بم دھماکہ۔

۲- حیدرآباد مکہ مسجد بم دھماکہ۔

۳- اجمیر بم دھماکہ۔

۴- سمجھوتا ایکپریس بم دھماکہ۔

ان کی سابقہ دہشت گردانہ سرگرمیاں

ملک میں بالواسطہ اور بلاواسطہ دنگے فساد کرانے میں اس تنظیم کا نام سرفہرست ہے، اپنے قیام کے بعد ہی سے یہ دہشت گردانہ کاروائیوں میں مبینہ طور پر شامل رہی ہے،

۱۹۲۷ء ناگپور فساد میں بڑا رول ادا کیا، ۱۹۴۸ء میں اس تنظیم کے ایک رکن ناتھورام گوڈسے نے آہنسہ کے پوجاری مہاتما گاندھی کو ایک پروگرام میں سرعام گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ۱۹۶۹ء میں احمد آباد فساد، ۱۹۷۹ء میں بہار جمشید پور فرقہ وارانہ فساد میں ملوث رہی ہے، ٦ دسمبر ۱۹۹۲ کو اس تنظیم کے کارسیوکوں نے ایک عظیم تاریخی بابری مسجد کو دن دہاڑے شہید کر دیا۔

مختلف فرقہ وارانہ فسادات میں ملوث ہونے پر تحقیقی کمیشنوں کی جانب سے اس کی سرزنش ہوتی رہی ہے جیسے :

۱۹۶۹ء احمد آباد فساد پر جگموھن رپورٹ۔

۱۹۷۰ء بھیونڈی فساد پر ڈی سی پی ماڈن رپورٹ۔

۱۹۷۹ء میں جمشید پور فساد پر نارائن رپورٹ۔

۱۹۸۲ء میں کنیا کماری فساد پر وینو گوپال رپورٹ۔

۱۹۸۹ء میں بھاگلپور فساد کی رپورٹ۔

آر ایس ایس کے قیام کا پس منظر:

۱۹۱۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ نے لکھنؤ میں ہندو مسلم کو قریب لانے کی کوشش کی تو مدن موھن مالویہ وغیرہ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ ہندو مفاد کے خلاف ہے۔

۱۹۲۰ کے خلافت تحریک کے ساتھ ساتھ ۱۹۲۱ء کے تحریک عدم تعاون کے بھی یہ خلاف تھے۔

ہندو مہا سبھا جو کہ ۱۹۲۵ء میں قائم کی گئی تھی جو کہ بعض لوگوں کا خیال ہیکہ ۱۸۸۵ء ہی میں اس کا خیالی خاکہ بن چکا تھا یہ تنظیم اپنے آخری دن گن رہی تھی لیکن کچھ فسادات کی وجہ سے اسے ابھرنے کا موقع مل گیا۔

۱۹۲۳ء میں بنارس میں ہندو مہا سبھا کا قومی اجلاس منعقد ہوا، پنڈت مدن موہن مالویہ نے اس کی صدارت کرتے ہوئے کہا: "اگر ہندو خود کو مضبوط کرلے اور مسلمان مان لیں کہ وہ ہندوؤں کو آسانی

سے نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں تو اتحاد مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے گا" اور اس نے مزید کہا کہ "اونچی ذات والے نیچی ذات والوں کو صحیح ہندو کی حیثیت سے قبول کر لیں اور جو مذہب بدل لئے ہیں ان کو واپس لانے کی مہم چلائی جائے"۔

ہندو مہا سبھا کے آٹھویں نششت ۱۹۲۵ کی صدارتی تقریر میں لالا لاجپت رائے نے گاندھی کے عدم تشدد پر مبنی عدم تعاون کی تنقید کی اور کہا کہ اس سے ہندوؤں اور ہندوازم پر خطرات اور خوف کی فضا ظاہر کی گئی اور پھر ایسے ماحول میں آر ایس ایس کا قیام عمل میں آیا۔

سنگھ کا ابتدائی دور:

سنگھ کی جڑیں مہاراشٹر میں تھیں، اس کی ممبر شپ اور علامت تقریبا سب مہاراشٹر کا تھا اسکا نظریاتی فریم ورک زیادہ تر ڈاکٹر ہیڈ گیوار نے تیار کیا تھا۔

سنگھ نے اپنے قیام کے بعد ہی سے اپنے رضاکاروں کو لاٹھی، ڈنڈے، تیر و ترشول اور بھالے وغیرہ چلانے کی تعلیم وٹریننگ دینی شروع کر دی اور اجتماعی پرارتھنا کا بھی اہتمام کیا۔

۱۹۲۶ء کے شروع میں روزانہ کی شاخا بھی شروع کی گئی، اس نئی نویلی تنظیم کا نام ۱۹۲۷ء میں رام نومی کے موقع پر رکھا گیا، اور اسی دن بھگوا جھنڈے کو تنظیم کے جھنڈے کی حیثیت دی گئی۔

R.S.S کی نظریاتی بنیاد:

۱- ان کی نظریاتی بنیاد ہندو ماضی ہے جو کہ ان کے خیال سے سماج کی تعمیر نو کے لئے لوگوں کو متحرک کر سکتا ہے۔

۲-رگ وید انسانی سماج کو عظیم فرد تصور کرتا ہے اور چار سماجی طبقات کا قائل ہے، ۱- برہمن منھ سے ۲- چھتری بازو سے، ۳-ویش جانگھ سے، ۴-شودر پیر سے پیدا کئے گئے ہیں۔انسانی سماج کی تقسیم کا یہ نظام "ورن آشرم" کہلاتا ہے۔

۳-یہ بار باران قوتوں کی نشاندہی کرتے ہیں جو ان کی نظر میں راشٹر کے خلاف سازش کرتی ہے۔پہلے نمبر پر مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کا نام بھی لیا جاتا ہے، جو ایسی قدروں کو فروغ دیتے ہیں جس کی وجہ سے قومیت ختم ہو جاتی ہے۔دوسرے نمبر پر اعلی اور مغربی طبقہ ہے جس میں سرمایہ دار، سوشل ازم یا اشتراکیت کی حمایت کرنے والی تنظیمیں آتی ہیں لیکن سب میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا جاتا ہے بلکہ مسلم مخالف جذبات بھی آرایس ایس کے قیام کا باعث بھی ہے۔یہ مسلمانوں کو غیر ملکی سانپ کہتے ہیں۔یہ تبدیلی مذہب ایکٹ کی مخالفت کرتے ہیں، اسی طرح پس ماندہ طبقات اور مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کے مخالف ہیں۔

۴-سنگھ کے ہیرو لڑنے اور مارنے والے لوگ ہیں جیسے شیواجی، راناپرتاپ جنھوں نے ان کے خیال میں مسلمانوں سے بہادری کے ساتھ مقابلہ ولڑائی کی تھی۔ان کی تربیتی پروگراموں میں ان کے قصوں کو بار بار سنایا جاتا ہے، ماضی کی شخصیت میں رام چندر کو پیش کیا جاتا ہے جنھوں نے چھتری خصوصیات کے ساتھ راون کو شکست دی تھی۔

آرایس ایس کا مذہبی نظریہ:

گرو گوالکر کہتے ہیں کہ لوگ مندر میں جاکر بتوں کی پوجا کرتے ہیں جو کہ ناقابل اطمینان بات ہے، ہم زندہ خدا چاہتے ہیں، ایسے بھگوان کا کیا کام جو صرف سنتا ہو اور جواب نہ دیتا ہو، یہ بت نہ روتے ہیں اور نہ

مسکراتے ہیں اور نہ ہی رد عمل دکھاتے ہیں، یہ زندہ خدا خود ہندو قوم ہے جسے وہ لوگ مختلف ناموں سے جانتے ہیں اور جہاں یہ قوم رہتی اور بستی ہے وہی اس کا مقدس جغرافیہ ہے۔

آر ایس ایس کے نزدیک قوم پانچ غیر تحلیل شدہ اکائیوں پر مشتمل ہے: ۱- جغرافیہ، ۲- نسل، ۳، مذہب، ۴- تہذیت اور کلچر، ۵- زبان، انہیں پانچ عناصر سے قوم تشکیل پاتی ہیں۔

آر ایس ایس صرف اکھنڈ بھارت ہی نہیں بلکہ پوری دنیا پر حکومت کا خواب دیکھتی ہے، اسکا ماننا ہے کہ دنیا کے سارے مسائل کا حل ہندو گیان میں ہے۔

کسی بھی قوم دھرم یا کلچر کی حفاظت کیلئے طاقتور بننا ضروری ہے اسی لئے آر ایس ایس اصلاحی تنظیم سے زیادہ عسکری تنظیم بنتی جارہی ہے۔

ان کے نزدیک سنسکرت زبانوں کی رانی ہے یہ دیوتاؤوں کی زبان ہے چنانچہ سنسکرت کا فروغ R.S.S کے منصوبے کا خاص حصہ ہے، ان کی دعائیں اور تمام اصطلاحات ہندی اور مراٹھی میں تھیں جنہیں ۱۹۳۰ میں بدل کر سنسکرت زبان میں کردیا، وہ لوگ اردو زبان سے سب سے زیادہ نفرت کرتے ہیں اور انگریزی کے تعلق سے بھی منفی جذبات رکھتے ہیں۔ آر ایس ایس کے بانی ہنڈگیوار برملا کہتے تھے کہ بھارت ہندو راشٹر ہے اور اس کی آزادی کیلئے ہندوؤں کی ایک ملک گیر تنظیم ہونی چاہیئے۔

آر ایس ایس کی تنظیمی خصوصیات:

(الف) روزانہ کی سرگرمیاں ہر روز اپنے ممبران کی شاخا لگانا، ہر شاخا میں کم سے کم پچاس اور زیادہ سے زیادہ سو افراد کا اہتمام کرنا۔

شاخا کی تقسیم عمر کے لحاظ سے اسے چار قسموں میں بانٹتے ہیں:

۱- شیشو سیوم سیوک: ۶ تا ۱۰ سال.

۲- بال سیوم سیوک: ۱۰ تا ۱۴ سال.

۳- تن سیوم سیوک: ۱۴ تا ۲۸ سال.

۴- پروڑھ سیوم سیوک: ۲۸ سال سے زیادہ عمر

ہر گروپ کو ذیلی گروپ یا گٹ گروپ میں بانٹتے ہیں جو بیس افراد سے زیادہ پر مشتمل نہیں ہوتا ہے اسکے لئے ایک گٹ نایک (ذیلی گروپ لیڈر) ایک شکشک اور ایک مکھیہ شکشک (صدر مدرس) ہوتا ہے۔

گٹ نایک اپنے گروپ کے ممبر کے بڑے بھائی کی طرح ہوتا ہے اور معلم انہیں بہادروں کے قصے سناتا ہے اور ورزش کراتا ہے، لاٹھی ڈنڈے اور بھالے برچھے کی تعلیم دیتا ہے۔

ذیلی گروپ لیڈر اور اساتذہ ہر دس پندرہ دن پر اپنے علاقے کے مبلغ (ہمہ وقتی کارکن) کو کاموں کی رپورٹ دیتے ہیں، ہر شاکھا کا ایک قانونی سربراہ ہوتا ہے جو اپنے علاقے کا سینیر ممبر ہوتا ہے، اصل کام مکھیہ شکشک کرتا ہے جو کہ نوجوان ہوتا ہے شاکھا کے اوپر منڈل کمیٹی ہوتی ہے جو چند شاکھاؤں کے ذمے داروں پر مشتمل ہوتی ہے، ایک درجن منڈل کمیٹیاں ملکر ایک نگر (شہری) کمیٹی بناتے ہیں، اس کے اوپر ضلع اور پربھاگ کمیٹی ہوتی ہے، جب کہ اصل انتظامیہ قوت مرکزی سطح پر کیندریہ کاریہ کاری منڈل (مرکزی ورکنگ کمیٹی) اور جنرل سکریٹری کے پاس ہوتی ہے، اسمیں سربراہ کی حیثیت سے سرسنگھ چالک کا درجہ سب سے اوپر ہوتا ہے جس کا انتخاب سابق سرسنگھ چالک کرتا ہے اور تاحیات رہتا ہے۔

سنگھ کے ڈھانچے میں اصل قوت پرچارک کے پاس ہوتی ہے، کام کی اصل ذمہ داری اسی کی ہوتی ہے، یہ انگریزی اور ہندی کے ساتھ ساتھ دیگر ضروری زبانیں بھی جانتا ہے، نوجوانی ہی میں اس کا انتخاب کر

لیا جاتا ہے، نہ شادی کرتا ہے اور نہ ہی کوئی ملازمت، عموما اس کا تعلق اونچی ذات سے ہوتا ہے، یہ سبزی خور (شاکاہاری) ہوتا ہے، دھوتی کرتا پہنتا ہے او غیر ملکی پہناوے سے بچتا ہے.

(ب) بھگوا جھنڈا ہی گرو ہے۔

پرانے زمانے میں گرو یا استاد کو پوجنے کی روایت رہی ہے، ہیڈگیوار نے زعفران جھنڈے کو خدا کی حیثیت دیکر اس کی پوجا کا عمل شروع کیا، اب انکے یہاں گرو پورنیا کے دن اس جھنڈے کی پوجا ہوتی ہے اور تنظیم کے تعلق سے محبت کو بڑھاوا دیتے ہیں۔

(ج) سنگھ کے چھے تقریبات بھاگ ہے:

۱- ورش پرتی پاد: یہ پہلی تقریب ہندو سال کے آغاز پر منائی جاتی ہے جسے ورش پرتی پاد کہا جاتا ہے، اسمیں یہ لوگ سال کے کاموں جائزہ لیتے ہیں۔ اور یہ دن ہیڈگیوار کے یوم پیدائش کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔

۲- ہندو سامراج دیوس: اسے وہ لوگ مسلم مغل حکمرانوں پر فتح سے جوڑتے ہیں اور شیواجی کی تاج پوشی کے دن سے اسکا تعلق ہے۔

۳- رکشابندھن: اسمیں بہن بھائی کے ہاتھ میں راکھی باندھتے ہیں تاکہ بھائی ہر مشکل گھڑی میں اس کی حفاظت کرے، اور آپسی بھائی چارے کو فروغ دینے کیلئے سیوم سیوک بھی ایک دوسرے کو راکھی باندھتے ہیں۔

۴- گرو پورنیا: اس دن سنگھ کے ممبران اپنے گرو یعنی بھگوا جھنڈے کی پوجا کرتے ہیں اور روپے پیسے بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

۵- دسہرہ: یہ تقریب پر راون کی فتح کا جشن ہوتا ہے، یہاں مختلف ہتھیاروں کی پوجا بھی ہوتی ہے اور ان پر سندور بھی لگاتے ہیں اور لاٹھی ڈنڈے کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

٦- مکر سنکرانتی: اس میں اپنی قوم کو ذاتی فرائض یاد دلائے جاتے ہیں اور مٹھائیاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔

تربیت اور ٹریننگ:

ا- سنگھ کے کم عمروں پر زیادہ توجہ دلایا جاتا ہے۔

۲- ان کے یہاں حلف لینے کا بھی رواج ہے۔

۳- ۱۹۲۸ء میں ۹۹ سیوم سیوک نے سنگھ کے ساتھ تاحیات کام کرنے کا عہد کیا تھا۔

۴- ان کی شاخا تربیت کا اہم ذریعہ ہے، اپنے روزانہ کے اس اجتماع سے لوگوں کے فکر بدلتے ہیں، بھگوا جھنڈے کے سامنے صف بندی کرتے ہیں، بھارت ماتا کی جئے کا نعرہ لگاتے ہیں، اور سنسکرت زبان میں سنگھ کی پرارتھنا ملکر کرتے ہیں۔

۵- فکری اور نظریاتی تربیت کیلئے مختلف کیمپ بھی لگاتے ہیں۔

٦- ملک کے اہم رہنماؤں سے قریبی تعلقات بناتے ہیں، اپنے پروگراموں میں مہمان خصوصی کے طور پر انہیں بلاتے ہیں اور اپنے آداب سے آگاہ کرتے ہیں۔

شیو سینا کا تعارف:

شیو سینا کی سر گرمیوں کا مرکز مہاراشٹر بالخصوص ممبئ ہے، یہ ایک متعصب ہندو سیاسی تنظیم کے طور پر کام کر رہی ہے اور ہندوتو کے نعرے سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔

اسکے بانی "بال ٹھاکرے" ہیں۔

اسکی تاسیس ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔

ممبئ کے دادر میں اس کا صدر دفتر شیو سینا بھون کا نام سے ہے۔

اسکا نمائندہ اخبار "سامنا" ہے۔

اسکی طلبہ تنظیم کا نام "بھارتیہ ودھارتی سینا" ہے۔

یوا سینا کے نام سے اسکا یوتھ ونگ کام کر رہا ہے، شروع شروع میں اسکا نعرہ یہ تھا کہ مہاراشٹر صرف مہاراشٹر والوں کیلئے ہے، خواہ اسکا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، جو لوگ دوسرے صوبوں سے یہاں آتے ہیں تجارت وکاروبار اور نوکریوں پر قبضہ جمائے ہیں، انہیں یہاں سے ہٹایا جائے۔

بعد میں شیو سینا نے اپنے اس مقصد سے ہٹ کر ہندوتو کے تصور کو اپنانا شروع کر دیا، اور اب صورت حال یہ ہے کہ اس نے مسلم دشمنی کو اپنی پہچان بنالی ہے۔

ممبئ کارپوریشن پر اپنا قبضہ جمانے کے بعد اپنی پوزیشن بہت مضبوط کر لئے، اور پھر ممبئ سے نکل کر پورے مہاراشٹر میں اس نے اپنا اثر ورسوخ جمالیا، اب تو حال یہ ہیکہ مہاراشٹر کے چھوٹے چھوٹے گاؤں دیہات میں جابجا اس کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔

بال ٹھاکرے کی پیدائش ۱۹۲۶ء اور انتقال ۲۰۱۲ء میں ہوئی، یہ صحافی تھا اور کارٹون وغیرہ بناتا تھا۔

عیسائی مشنریاں اور ہندوستان میں اس کا طریقہ کار

عیسائی مشنری اور اسکی تعریف:

مشنری کی لغوی تعریف: مشنری لفظ "مشن" سے بنا ہے اور مشن کے معنی ہیں رسالت، پیغام رسانی، تبلیغی جماعت یا اسکا مبلغ۔

اصطلاحا: اس کا اطلاق اس خاص ذمے داریوں پر ہوتا ہے جنکی تکمیل کیلئے یسوع مسیح کے حواری دنیا بھر میں پھیل گئے تاکہ حضرت مسیح کی تعلیمات پوری انسانیت تک پہنچا سکیں۔

نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا اطلاق اس مرد یا عورت پر ہوتا ہے جس نے اپنی دینی انجمن کی تحریک پر داعیانہ طرز معاشرت اپنالی ہو اور اس سے پہلے درویشی، پاک دامنی اور اطاعت کا پختہ عہد کیا ہو، اور اس کا بھی عہد کیا ہو کہ یسوع مسیح اور بائبل کی تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرائے گا اور ہر جگہ کلیسا (چرچ) قائم کرے گا۔

مشنری کی تاریخ:

اسکی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود عیسائیت، پہلی صدی میں چند مشنریاں مثلا سینٹ پال وغیرہ نے بہت سے کلیساؤں کا جال بچھایا اور عیسائیت کی تبلیغ کی۔

تیسری صدی عیسوی میں قیصر روما عیسائیت قبول کر لیا جس کی وجہ سے مشنریوں کے کام میں تیزی آئی۔

عہد وسطی میں (۵۹۰ء-۱۵۱۷ء) میں ہر جگہ مشنریاں بھیجی گئیں۔

اور ۱۶۶۴ء میں بارون ڈی ویٹر نے ایک ایسی دانش گاہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی جہاں مشنریوں کو مشرق کی مختلف زبانیں سکھائی جائیں اور ان کی مخصوص تربیت کی جائے، جسکی وجہ سے تبلیغی انجمنیں اور ادارے قائم

کرنے کالا متناہی سلسلہ چل پڑا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے ان اداروں اور انجمنوں کا ایک عالمی نیٹ ورک قائم ہو گیا اور انکی طرف سے دنیا کے ہر خطے میں مشنریاں روانہ کی جانے لگیں۔

مشنری اور اسلام:

اسلام اور عیسائیت کے درمیان رسہ کشی کی داستان بہت قدیم ہے،اسلام کیلئے مشنریاں ایک بڑا چیلنج ہیں، مشنریاں عیسائیت کی بقاء اور غلبہ چاہتی ہے جبکہ اسلام اپنی جامعیت کی بنیاد پر اسکی راہ میں حائل ہے،اس لئے دونوں میں ٹکراؤ لازمی ہے۔

اس سلسلے میں ایک امریکی مجلہ لکھتا ہے: "مسلمان ۵۰۰ سال تک سوتے رہے۔ لیکن اب وہ حرکت میں آرہے ہیں اور غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، لھذا ہمارے دن رات کی سرگرمیاں ضروری ہیں تاکہ اسلامی بیداری نہ آسکے اور اسلام کمزور و غیر متحرک ہی رہے"۔

اسی طرح ایک عیسائی مشنری کہتی ہے: "اسلام،عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے"۔

عالم اسلام اور مشنریوں کی سرگرمیاں:

مشنریاں وقتاً فوقتاً عالمی کانفرنسیں بھی کرتی رہتی ہیں مثلاً:

۱۹۰۶ء میں قاہرہ کانفرنس۔

۱۹۱۰ میں اڈنبرگ کانفرنس۔

۱۹۱۱ میں لکھنؤ کانفرنس۔

۱۹۷۴ الوزان کانفرنس۔

۱۹۷۸ کولریڈو کانفرنس۔

۱۹۸۱ سویڈن کانفرنس۔ وغیرہ

ایک سروے کے مطابق انڈونیشیا میں مشنریوں کے دو مدرسے، تیرہ تنظیمیں اور سات لاکھ کارکن سرگرم عمل ہیں۔

بنگلہ دیش میں ۲۵۰ تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔

جبکہ افریقہ میں سولہ ہزار سے زائد مشن اسکول اور دس لاکھ چالیس ہزار کارکن سرگرم ہیں، کلیساؤں کے تحت چلنے والی یونیورسیٹیوں کی تعداد ۵۰۰ ہے۔ افریقہ مشنریوں کی ان سرگرمیوں پر امریکہ سلانہ ۶۰۰ بلین ڈالر خرچ کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشنریاں عالم اسلام پر خاص نظر رکھتے ہیں۔

مشنریوں کے بنیادی مقاصد:

انکے بنیادی مقاصد تین ہیں:

۱- عیسائیت کی تبلیغ اور پوری دنیا کو عیسائی بنانا۔

۲- غیر عیسائیوں کی دینی روح مردہ کرنا۔

۳- سامراجی قوتوں کے ساتھ تعاون کرنا۔

مشنریوں کے طریقہ کار:

یہ اپنے مقاصد کے لئے عموماً تین طریقے اختیار کرتے ہیں:

۱- **بلاواسطہ طریقہء کار:** جیسے ارتداد کی ترغیب دینا، مناظرے کرنا، کلیساؤں کو قائم کرنا اور شخصی ملاقات کرنا وغیرہ۔

۲- ہمہ جہتی طریقہ ءکار: جیسے طبّی، تعلیمی، فلاحی، سماجی اور اصلاحی خدمات وغیرہ انجام دینا، چونکہ اس طرح کی خدمات مدعو قوم کے دل میں بٹھادیتی ہے کہ مشنریاں ان کی ہمدرد ہیں اور ان کے دکھ درد بانٹنا چاہتی ہیں۔اسی لئے اس طریقہ ءکار کے اثرات بڑے گہرے اور دوررس ہوتے ہیں۔

۳- بالواسطہ طریقہ ءکار: جیسے میڈیا کا استعمال، تصنیف وتالیف، اور مراسلاتی کورس وغیرہ کو انجام دینا ہے۔ واضح رہے کہ ان تینوں طریقہ ءکار میں سے مدعو قوم جس چیز کی سب سے زیادہ محتاج ہوتی ہے، اسکو اختیار کرتے ہیں اور اسکو پورا کرتے ہیں اور تبلیغی کام آسانی کے ساتھ مؤثر انداز میں انجام دیتے ہیں۔

مشنریاں اور ہندوستان:

ہندوستان میں عیسائیت کو لانے کا سہرا یسوع مسیح کے ایک شاگرد "سینٹ تھامس" کے سر ہے۔اس نے ۵۲ءمیں یہاں عیسائی مذہب کی بیج بودی تھی۔البتہ اس مذہب کی توسیع کا کام ہندوستان میں تقریبا۱۴۹۵ء میں مالابار کے ساحل پر پرتگالیوں کی آمد کے بعد ہوا۔ صحیح معنوں میں عیسائیت کی نشرواشاعت ۱۵۴۱ءمیں "سینٹ فرانس زیویر" کے ہند آنے کے بعد شروع ہوئی۔

۱۷۹۵ءمیں جمعیۃ لندن التبشیریہ کے قیام کے بعد جب مشنریوں کا ایک بڑا محور (نیٹ ورک) تیار ہوا۔اسکے بعد ۱۹ویں صدی کے نصف آخر اور بیسوی صدی کے شروع میں لوگ جوق درجوق عیسائی ہوئے خاص کر دلتوں کی قیادت میں اٹھنے والی عوامی تحریکوں نے اس میں اہم رول ادا کیا۔

برطانوی حکومت کے زیرسایہ عیسائی مشنریوں کو ہندوستان میں خوب پھلنے اور پھولنے کا موقع مل گیا۔ خاص طور سے ۱۸۵۷ کے بعد جب حکومت نے کھل کر ان مشنریوں کی حمایت کی۔اس لئے کہا جاتا ہے کہ اگر ہند میں مغربی راج قائم نہ ہوتا تو یہاں مشنریوں کے قدم شاید ہی جم پاتے۔

مشنریوں کی اقتصادی صورت حال:

موجودہ دور میں ہر کلیسا اور دینی انجمن کے پاس بڑی بڑی منقولہ و غیر منقولہ جائداد ہوتی ہیں، اپنی دینی انجمن کی استطاعت اور فطرت کے مد نظر حصول معاش کے لئے مختلف طریقے اور ذرائع اپناتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ایک اجتماعی فنڈ بھی چلاتی ہیں۔ تمام دینی انجمنوں کے سربراہ انویسٹ منٹ زمینوں اور دیگر جائدادوں پر غیر معمولی توجہ دیتے ہیں تاکہ خیرات پر انحصار نہ کرنا پڑے۔

مشنریوں کی سماجی و سیاسی صورت حال:

مشنری لائف کے وقت عیسائی نام بدل دیا جاتا ہے اور اس کا آغاز ۱۲ سے ۱۹ سال کی عمر میں ہو جاتا ہے۔ اس مشن کیلیئے وہ اپنے گھر گھرانے چھوڑ دیتے ہیں، مشنری کا فریضہ صرف لوگوں کو عیسائیت کی طرف رغبت دلانا ہے اور عیسائی بنانے کا حق صرف پادری کو حاصل ہوتا ہے۔

تمام مشنریاں سماج سے ربط و ضبط رکھتی ہے۔ ۹۷ فیصد گوشت خور ہوتی ہے، فرصت کے اوقات میں ان کی ایک بڑی تعداد سگریٹ نوشی بھی کرتی ہے، اور شراب نوشی بھی کرتی ہیں۔

۷۶ فیصد سیاسیت سے خاص دلچسپی رکھتی ہے اور ملکی و بین الاقوامی سیاست میں دخل اندازی کی کوشش کرتی ہے۔

ہند میں مشنریوں کی سرگرمیاں:

ہندوستان میں ان کی کچھ نمایاں سرگرمیاں درج ذیل ہیں:

۱) تعلیمی خدمات ۵۲%.　۲) طبّی خدمات ۱۴%.　۳) رفاہی خدمات ۱۱%.　۴) تہذیبی خدمات ۱۴%　۵) امدادی خدمات ۶.۳%　۶) تبلیغی خدمات ۴.۴%.

۱- تعلیمی خدمات:

مجموعی طور پر ہندوستان میں مشنریوں کی بڑی سماجی خدمات ہیں خاص طور سے تعلیمی میدان میں انہوں نے بنیادی تبدیلیاں کی ہیں، انگریزی حکومت کے تیار کردہ نصاب کو رواج دیا ہے، یہ ہر مذہب اور ہر طبقہ کے بچوں کو پڑھاتے ہیں، تعلیم نسواں کو فروغ دیتے ہیں۔

ان کی تعلیمی فروع میں ملک کے کروڑوں بچے بچیاں پڑھتے ہیں، ان کے اداروں میں پڑھنا قابل فخر مانا جاتا ہے اور کامیاب مستقبل کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔

ان کے تعلیمی امور اکثر راہباؤں (Nuns) کے سپرد ہوتی ہیں، ان کے تعلیمی اداروں کی تعلیمی معیار اچھا ہوتا ہے، اور یہی عیسائیت کی مشنریوں کے مقاصد کے حصول میں مددگار ہوتی ہے۔

۲- طبّی خدمات:

طبّی خدمات میں یہ اپنا ایک مقام رکھتے ہیں، انکے زیر انتظام پورے ملک میں اگرچہ ۷۰۴ ہی اسپتال ہیں، لیکن معیاری علاج کی وجہ سے بہت شہرت رکھتے ہیں، مشنریوں کے لئے یہ طبّی مراکز بھی بہت مفید ہیں، چنانچہ اس کے بارے میں ایک عیسائی مبلغ لکھتا ہے: "لوگ ان طبّی اداروں کو مسیح کی تعلیمات کا عملی اظہار سمجھتے ہیں اور عموماً ہمارے اداروں میں علاج کو ترجیح دیتے ہیں، کیوں کہ ان کا علاج اور دیکھ بھال کرنے والی سسٹرز کی شرافت اور نرم دلی ان کے دل کو چھو جاتی ہے۔ جب یہ بھوکوں کو کھلاتی ہیں، پیاسوں کو سیراب کرتی ہیں اور مریضوں کے بہتے آنسو پونچھتی ہیں تو ان کو لگتا ہے کہ ان سسٹرز کے اندر ایک جادوئی طاقت ہے جو ان کے ایمان واعتقاد کی چولیں ہلا رہی ہیں"۔

۳- رفاہی خدمات:

مشنریاں یتیموں، بیواؤوں، معذوروں، اور بوڑھوں کی آباد کاری کا انتظام کرتی ہیں اور انہیں ترقی کے مواقع فراہم کرتی ہیں اور ان کے سماجی، تعلیمی اور اقتصادی معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

۴-تہذیبی واصلاحی خدمات:

مشنریوں نے ہندوؤں کے ذہن پر گہرا اثر چھوڑا ہے، ۱۸ صدی عیسوی میں ہندو سماج بے شمار سماجی برائیوں میں گرفتار تھا، جیسے چھوت چھات، نکاح طفلاں، جہیز، ستی کی رسم وغیرہ۔ پھر ۱۹ ویں صدی میں بیداری آئی اور تعلیم کا رجحان بڑھنے لگا، جس میں واضح طور پر مشنریوں کا دخل مانا جاتا ہے۔ کوہستان جنگلوں اور علاقوں میں بہت سے قبائل حجری دور میں جی رہے تھے، مورتی پوجا، شراب نوشی، عیاشی اور چوری ڈکیتی سے قبائلوں کو آزاد کرانے میں بھی مشنریوں کا حصہ رہا ہے۔

۵-تبلیغی سرگرمیاں:

مشنریوں کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ پورا ہندوستان عیسائی بن جائے، پہلے ان کی توجہ کا مرکز مسلمان تھے، چوں کہ اسلام خود ہی ایک آفاقی و تبلیغی اور مساوات والا مذہب ہے اور صلیبی جنگوں کی یادیں بھی تازہ تھیں لھذا مسلمانوں میں انہوں نے رغبت کم دکھائی اور دلت اور قبائلی لوگوں پر خصوصی توجہ دی جو کہ انتہائی مظلوم تھے اور ہندو طبقاتی نظام کے جال سے نکلنے کیلیئے بے تاب تھے اس لئے وہاں انہیں زیادہ فائدہ ملا۔

پورے ملک کو عیسائیوں نے ۸۶۲۱ حصوں میں بانٹ رکھا ہے اور ہر حصے کا سربراہ اعلی ہے جسے بِشپ کہتے ہیں، ہندوستان کی مشنری برادری ۱۹۷۲ ریلجس بردرز اور ۶۱۵۰۷ سسٹرز پر مشتمل ہے جو کہ عیسائی کی تبلیغ کیلیئے مندرجہ ذیل طریقے اپناتی ہے:

۱- **مدارس (گروکل):** جسے انگریزی میں seminary کہتے ہیں۔ یہاں کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فادر (Father) اور مشنری کی ڈگری ملتی ہے، مدارس دو طرح کے ہوتے ہیں: ابتدائی اور اعلی مدرسہ۔ ابتدائی مدرسوں میں تعلیم کے ساتھ ساتھ زبان پر توجہ دی جاتی ہے جبکہ اعلی مدرسوں میں علم فلسفہ (درشن شاستر) اور فلسفہ مسیح پر توجہ دی جاتی ہے۔ ناگپور، ممبئی، پونہ، رانچی، جھانسی، بنگلور اور الہ آباد وغیرہ میں یہ اعلی مدرسے پائے جاتے ہیں۔

۲- **آشرم:** یہاں ہندو سنیاسیوں کے فلسفے عملی طور پر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ آشرم پورے ملک میں قائم ہیں جن میں سچیدانند آشرم اور گیانسو آشرم کافی مشہور ہیں۔ آشرم کے دو مقاصد ہوتے ہیں:

a. روحانی بیداری (آدھاتم جاگررتی)

b. تجدید روحانیت (آدھیاتمک نوی کرن)

اور ان آشرموں میں دو طرح کے پروگرام چلائے جاتے ہیں:

۱- ہندوستانی مسیحی روحانیت (بھارتی مسیح آدھیاتم): یہ پروگرام دس دن میں چلتا ہے، اسمیں شرکت کیلئے باقاعدہ رجسٹریشن کرانا پڑتا ہے اور پورا عشرہ آشرم ہی میں گذارنا پڑتا ہے، اس میں فادر لیکچر دیتے ہیں اور شرکاء کو روحانی تجربات سے گذارا جاتا ہے اور یوگا کی مشق کرائی جاتی ہے۔

۲- عام اجتماع (سارو جنک ست سنگ): یہ پروگرام ہر اتوار کو ہوتا ہے اس میں ہر مذہب کے لوگ شریک ہوتے ہیں بائبل کی روشنی میں زندگی کے کئی پہلوؤں پر تقریر ہوتی ہے، دعا کے بعد آٹھ دس شرکاء کو تاثرات پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

۳-ارتداد کی ترغیب: سروے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۵.۹% پادری عیسائی بنانے کی کوشش کرتا ہے، سیاسی اسباب کی بناپر مشنریاں اس بات کی وضاحت نہیں کرتی ہے کہ انہوں نے کتنوں کو عیسائی بنایا ہے، ایک ہندو ڈاکٹر کا دعوی ہے کہ وہ میرٹھ کے بعض ایسے پادریوں کو جانتا ہے جنہوں نے ایک یا دو دن میں سیکڑوں کو عیسائی بنایا ہے۔

۴-نفسیاتی حربے: مشنریاں نفسیات پر گہری نظر رکھتی ہیں، جیلوں میں قیدیوں کو تبلیغ کرتی ہیں اور دوا خانوں میں بیماروں کے پاس جاتی ہیں۔

۵- تحقیقی مراکز: ہندوستان میں مشنریوں کے بحث و تحقیق کے لئے سات بڑے مراکز ہیں، دنیا کے بڑے مذاھب بطور خاص اسلام اور ہندومت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر اپنا لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔

یہاں سے عیسائی مت پر مختلف کتابیں شائع ہوتی ہیں اور مجلات نشر ہوتے ہیں جیسے انگلش زبان میں al-basheer اور اردو زبان میں "ہما" نامی مجلہ نکلتا ہے۔

۶-مراسلاتی کورس: عیسائیت کی تبلیغ کیلئے مشنریوں نے مراسلاتی کورس کی سہولت بھی فراہم کر رکھی ہے، اس کورس کے ذریعہ فراہم کئے جانے والے تبلیغی مواد کا ارتکاز عموما یسوع مسیح کی الوہیت پر ہوتا ہے ،اور مراسلوں کے ذریعہ بھیجا جانے والا مواد دوسرے مطبوعہ مواد میں چھپا ہوتا ہے تاکہ غیر عیسائی طلبہ کے والدین یا نگران ان سے بے خبر رہیں۔

۷-بائبل کے ترجمے: مختلف زبانوں میں بڑی تعداد میں بائبل کا ترجمہ کر کے عوام تک پہنچائی جاتی ہے۔ ہندوستان کے مختلف زبانوں میں بھی اسکے ترجمے شائع کئے گئے، جیسے بنگالی، پنجابی، فارسی، پشتو، سندھی وغیرہ۔

۸-الیکٹرانک میڈیا: دنیا کے تمام بڑے بڑے ریڈیو اسٹیشنوں کو مشنریاں تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہیں اور مخصوص اوقات میں عیسائیت کے بارے میں رنگا رنگ پروگرام نشر کرتی ہے جیسے دور درشن پر ہفتہ میں "پریم ساگر" آتا ہے۔ انٹرنیٹ پر بھی کافی مواد فراہم کرتے ہیں، الغرض عیسائی اپنی تبلیغی مقاصد کے لئے تمام ممکنہ ذرائع استعمال کرتے ہیں۔

۱۹۸۱ء کے ایک سروے سے پتہ چلتا ہے کہ ۳۳% عیسائی رشتہ داروں سے متاثر ہوتے ہیں، ۲۹ فیصد ذرائع ابلاغ سے، ۲۵ فیصد اسکولوں سے اور ۱۲ فیصد (اتوار کے دن) پروگرام میں شرکت سے متاثر ہوتے ہیں۔

مشنریاں اور علماء اسلام:

اگرچہ ہند میں مشنریوں کا اصل نشانہ دلت اور قبائلی لوگ تھے لیکن مسلمان انڈیا کی سب سے بڑی اقلیت ہیں اس لئے انہیں نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا۔

۱۸۵۷ء کے بعد یہ مشنریاں بڑی ڈھٹائی سے اسلام اور پیغمبر پر کیچڑ اچھالنے لگے۔ قاضی سلیمان منصور پوری، علامہ ثناءاللہ امر تسری اور مولانا ابراھیم سیال کوٹی وغیرہ نے اپنے دور میں ان کا جم کر مقابلہ کیا، بنیادی طور پر اس مقابلہ کے دو محاض تھے:

۱- مناظرے: سب سے پہلے جیمز وم کرافیہ نے لاہور میں عیسائیت کی تبلیغ کی اجازت حاصل کی اس کے بعد توحید و تثلیث، الوہیت مسیح، بائبل کے الہامی کتاب ہونے پر مناظروں کا سلسلہ شروع ہوا، مسلمانوں کی طرف سے علامہ ثناءاللہ امر تسری نے اکیلے پادری عبد الحق اور سلطان پال وغیرہ سے سات بڑے مناظرے کئے۔ اور اسی طرح سے قاضی سلیمان منصور پوری کے مناظرے بھی مشہور ہیں۔

۲- تصنیف وتالیف: عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام میں شبہات پیدا کرنے کیلئے مشنریوں نے کئی کتابیں تحریر کیں مثلا "الأنوار الإلھیۃ"، "عدم ضرورت قرآن"، "عالمگیر مذہب اسلام ہے یا مسیحیت"، "دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت" اور "حیات محمدی" وغیرہ۔

مسلمانوں کی جانب سے علامہ امرتسری، قاضی منصور پوری، مولانا ابراہیم سیال کوٹی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی وغیرہ نے ان دل آزار کتابوں کا نہایت علمی اور ٹھوس جواب دیا، جن میں کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں: تقابل ثلاثہ، اسلام اور مسیحیت، عصمت انبیاء، تائید القرآن بجواب تاویل القرآن، اور رحمت للعالمین وغیرہ۔

کنورژن کا عمل:

کنورژن ایک ایسا عمل ہے جس میں فرد یا جماعت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ اپنی مذہبی زندگی کو ایک نئے انداز نظر کے گرد مرکوز کردے، جسے وہ برحق اور اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتی ہے اور اس طرز حیات سے اس کی پہچان بدل جاتی ہے اور آدمی ایسی جماعت سے جڑ جاتا ہے جو اس کی زندگی کے مختلف سطحوں کو متاثر کرتی ہے اور اس میں مذہبی مخصوص تبدیلی آجاتی ہے۔

کنورژن کا عمل سات مراحل سے ہو کر گزرتا ہے: ۱-ماحول. ۲-بحران. ۳- تلاش. ۴- ٹکراؤ. ۵-تعامل ۶-اعتراف. ۷- نتیجہ.

کنورژن کے عمل کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان پانچ رکاوٹوں کو دور کرنا ضروری ہے: ۱- تہذیبی اختلاف. ۲-لسانی اختلاف. ۳-فکری اختلاف. ۴ -سیاسی اختلاف. اور ۵-دوسرے ادیان کی طرف میلان.

کنورژن کی تین قسمیں بیان کی جاتی ہے:

۱- انفرادی کنورژن. ۲-اجتماعی کنورژن. ۳-دلت عیسائی کنورژن.

کنورژن کے دواہم محرکات ہیں:

۱- دوافع(PUSH FACTORS) : کسی مذہب میں موجود برائیاں انسان کواس سے بیزار کر دیتی ہیں اور اسے آمادہ کرتی ہیں کہ وہ کسی ایسے مذہب کو اختیار کرلے جو ان برائیوں سے پاک ہو۔ چونکہ یہ برائیاں انسان کواس مذہب سے نکالنے میں معاون ہوتی ہیں،اس لئے ان کو دوافع کہا جاتا ہے۔

۲- ترغیبی عوامل (PULL FACTORS): کسی مذہب میں کچھ ایسی خوبیاں ہوتی ہیں جو دوسرے مذہب میں نہیں ہوتیں۔اس لئے دوسرے مذہب کے پیروکاروں کے لئے باعث کشش ہوتی ہیں۔چوں کہ یہ خوبیاں انسان کو ترغیب دیتی ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر،خوبیوں والے اس مذہب کو اپنالے،اس لئے انہیں ترغیبی عوامل کہا جاتا ہے۔

پھران دونوں میں سے ہر ایک کی چار قسمیں ہیں: ۱-روحانی. ۲-سماجی. ۳-نفسیاتی. ۴-سیاسی و اقتصادی۔

مزید یہ کہ کچھ عوامل ایسے بھی ہیں جو محرکات کے تمام اقسام کی تاثیر کو کم کرتے ہیں اور کنورژن کی رفتار گھٹادیتے ہیں ایسے عوامل کو "رکاوٹیں"(BLOCKS) کہتے ہیں۔

کنورژن اور افسوس ناک حادثے:

کنورژن کی وجہ سے ہندو متشدد تنظیمیں مسلمانوں اور عیسائیوں پر تشدد کرتی ہیں۔

۱۹۹۸ء میں گجرات میں کلیساؤں کو جلایا گیا اور عیسائیوں پر حملے ہوئے۔

۲۰۰۹ء میں مسلمانوں پر حکومتی سرپرستی میں حملے کئے گئے اور ان کے جان ومال کو نشانہ بنایا گیا۔ اور آج بھی ملک کے مختلف ریاستوں میں اقلیتوں پر حملے جاری ہیں۔

نیشنل کمیشن فار مائنارٹیز کے چیرمین طاہر محمود کہتے ہیں کہ ان حملوں کی بنیادی وجہ یہ ہیکہ ہندو سماج خود کو دستور ہند سے ہم آہنگ کرنے میں بری طرح ناکام رہاہے کیوں کہ یہ ہر ہندوستانی کو مکمل مساوات اور آزادی مذہب کا حق یکساں طور پر دیتا ہے۔

عیسائیوں اور مسلمانوں پر حملوں کی ایک وجہ آر. ایس. ایس کے نظریات ہیں، چنانچہ گرو گوالکر کے مطابق اس ملک میں مسلمان اور عیسائی ایک دوسرے کے حلیف ہیں اور ان کو ہندوستان میں زیادہ دنوں تک نہیں رہنے دینا چاہئے۔ انہیں یہ بھی ڈر ہے کہ کنورژن کا عمل جاری رہا تو ہندو طبقاتی نظام بکھر جائے گا اور اعلی ذات کا تسلط خطرے میں پڑ جائے گا۔

تماشہ یہ ہے کہ سنگھ پریوار والے اقلیت پر حملے کو دیش بھکتی سے جوڑتے ہیں اور اسے حب الوطنی کا نام دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں وعیسائیوں پر الزام یہ لگاتے ہیں کہ یہ لوگ جبراً دھرم پریورتن کراتے ہیں حالانکہ اقلیت کے لئے اکثریت پر دباؤ ڈالنا غیر معقول ہے۔ دراصل شدت پسند ہندو کنورژن کے شدید مخالف ہے، وہ جانتے ہیں کہ ایک بار اگر کوئی ہندو دھرم سے نکل گیا تو وہ دوبارہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔

کنورژن اور دستور ہند:

دستور ہند کی دفعہ ۲۵ کہتا ہے کہ پبلک آرڈر، اخلاقیت اور صحت اور اس سلسلے کے تمام امور میں تمام لوگ یکساں طور پر ضمیر کی آزادی کے مستحق ہیں۔ نیز انہیں حق ہے کہ آزادی کے ساتھ کسی بھی مذہب کو اختیار کریں اس پر عمل کریں اور اس کی تبلیغ کریں۔

آزادئ تبلیغ میں بجاطور پر تبدیلی مذہب شامل ہے اسکے باوجود بعض لوگوں نے کہاہے کہ دستور میں کنورژن کی آزادی شامل نہیں ہے۔

پروفیسر پی رادھا کرشنن کہتے ہیں کہ کنورژن اس شخص کا ذاتی معاملہ ہے یہ غیر قانونی کام نہیں ہے بلکہ یہ سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

مزید یہ ہیکہ گرچہ عیسائیت اور اسلام بھارت میں صدیوں سے ہے اور انکے پیروکاروں نے ایک زمانے تک حکومت بھی کی ہے تاہم عیسائی اور مسلمانوں کی آبادی بالقریب ۲۶ فیصد اور ۱۳ فیصد ہے اس تناسب ہے یہ اندازہ ہوتاہے کہ کنورژن کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

بس اسکا ہوا کھڑا کر کے سیاسی پارٹیاں اور ہندو تنظیمیں اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

ہندوستان میں مشنریوں کا مستقبل:

ہندوتو کے علمبرداروں نے عیسائیت کے خلاف جو مہم چھیڑر کھی ہے اور جسے کھلم کھلا حکومت سپورٹ کرتی ہے اس نے مشنریوں کے مستقبل پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے۔ اسی لئے مشنریاں یہاں کے قومی دھارے میں شامل ہو رہی ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا بھی یہاں کی مٹی سے وہی رشتہ ہے جو دیگر مذاہب کے ماننے والوں کا ہے۔ اس ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پلیٹر نے کہا تھا: "ہند کے کیتھولکوں کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ وہ خود کو اچھا عیسائی ثابت کریں بلکہ انہیں خود کو ہندوستانی عیسائی ثابت کرنا ہوگا"۔

مشنریوں نے پلیٹر کی اس اپیل کو گوش ہوش سے سنا اور اپنا لائحہ ء عمل بنالیا۔ یہی وجہ ہے کہ ابتداء میں مشنریاں ہندی ثقافت اور رسم ورواج کا مذاق اڑاتی تھیں اور نو عیسائیوں کو پوری مغربی تہذیب اور ناز وانداز اپنانے کی ترغیب دیتی تھیں۔ لیکن بعد میں خارجی اسباب پر انہوں نے خود کو بڑی حد تک ہندی تہذیب سے ہم آہنگ کر

لیاہے اور یہ عمل ہنوز جاری ہے۔ مشنریوں کے اس رجحان کو انڈیانائزیشن (Indianization) کا نام دیا گیاہے۔

درج ذیل انڈیانائزیشن کے مظاہر ہیں:

فادر رابرٹ ڈی نابیلی نے ہندو سادھوؤں کے بھیس میں عیسائیت کا درس دیا۔ اور سچیدانند گرو کا اوتار اور اوم وغیرہ کے اصولوں کو اپنایا، ہندو علامتوں مثلاً کمل کے پھول، کیلے کے پتوں اور تنوں کو اپنایا، ہارمونیم اور جھال بجاکر کیرتن کرنا، ہندوؤں کے مقدس مقامات مثلاً گنگوتری اور کیدار ناتھ وغیر کی زیارت کے لئے سفر کرنا، مندروں کے طرز پر کلیسا کی تعمیر وغیرہ۔

غور طلب ہے کہ مشنریوں نے ہندوؤں کے نظریات اور اصطلاحات کو اپنایا تو ضرور ہے لیکن ان کے معانی بدل ڈالے ہیں۔ اس لئے وہ ان کی تشریح عیسائی فلسفہ ءالہیات او اخلاقیات کے سیاق وسباق میں کرتی ہیں۔

اس ملک میں مشنریوں کا مستقبل مرکزی حکومت سے وابستہ ہے، اگر بر سر اقتدار پارٹی سیکولر ہے تو ان کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا۔ اس کے برخلاف اگر مرکزی حکومت ہندتو نواز ہے تو ان کی خیر نہیں ہے۔

گلوبلائزیشن

گلوبلائزیشن کے معنی: اردو میں اسکو عالم گیریت اور عالم کاری اور بین الا قوامیت کہتے ہیں، جبکہ عربی میں اسکو عولمہ کہتے ہیں۔

۱۹۶۰ء میں پہلی بار اس اصطلاح کا استعمال ہوا۔ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۰ء کے بیچ اسے کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ انگریزی لفظ گلوب (globe) سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے "کائنات اور عالم"۔ گلوبلائزیشن مادیت پر مبنی عمل کا نام ہے جبکہ گلوبلزم تھیوری اور نظریہ کا نام ہے۔ یہ فطری اقتصادی اور تھذیبی قبضہ جمانے کلیئے وجود میں لایا گیا ہے۔

گلوبلائزیشن کے کئی مطالب بیان کئے گئے ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں:

۱- گلوبلائزیشن کا مطلب ہے، ساز و سامان اور علمی و ثقافتی افکار و خیالات کا ایک جگہ سے دوسری جگہ بغیر کسی شرط اور قید کے منتقل کرنا یا ہونا۔

۲- قوموں، ملکوں اور ثقافتوں کے درمیان جو فاصلے پائے جاتے ہیں انہیں ختم کر دینا تاکہ تمام لوگ ایک عالمی ثقافت بین الاقوامی مارکیٹ اور عالمی خاندان سے قریب ہو جائیں۔

۳- یہ ایک ایڈیالوجی ہے جو دنیا پر کنٹرول کی ترجمانی کرتا ہے۔

۴- یہ ایسا نظام ہے جو قوم، وطن اور اسٹیٹ کی نفی کرتا ہے اور تمام انسانوں کے لئے صرف ایک عالم برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

پہلے گلوبلائزیشن لفظ کا استعمال صرف امریکہ میں مالی و تجارتی نظام اور اقتصادی ڈھانچے کے لئے ہوا پھر اس میں وسعت آتی گئی اور اب ہر چیز کو عالمی آئینہ میں دیکھا جانے لگا۔ ثقافت، تہذیب و تمدن، زبان

وادب، معاشی نظام، اخلاقیات اور تعلیمی نظام تک کو عالمی پیمانے پر ناپا جانے لگا۔ اور اب اسی کو ایک "نیا عالمی نظام" "نیو ورلڈ آرڈر" اور "گلوبلائزیشن" سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

گلوبلائزیشن سامراجیت کا نیا چہرہ:

سامراجی طاقتیں ہمیشہ کمزور قوموں کو نگلنے کا منصوبہ بناتی رہی ہیں اور اس کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی رہی ہیں، یہ سراسر جاھلی اعتقاد ہے کہ قیادت اسی کا حق ہے جو مال و دولت اور سرمایہ داری میں نمایاں ہو۔

موجودہ گلوبلائزیشن ایک ایسا مشن ہے جو قریب چار صدی سے جاری ہے، یہ پہلے یورپی مشن تھی اور اب امریکی بن گئی ہے۔

فسطائیت، نازیت، اشتراکیت، لبرالیت یہ سب گلوبلائزیشن کے مدراج ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ گلوبلائزیشن ایک مسلسل عمل ہے جس کا ہر روز نیا چہرہ سامنے آتا ہے۔

گلوبلائزیشن کے عوامل:

۱- بڑی طاقتوں کے درمیان منافست اور محاذ آرائی۔

۲- علمی اور ٹکنالوجی میدانوں میں جدت اور ندرت۔

۳- عالمی پیمانے پر پیداوار میں اضافہ اور کثرت۔

۴- عالمی پیمانے پر تبادلہ خیالات، مواصلات اور اتصالات۔

گلوبلائزیشن کے مقاصد:

۱- دنیا کے مختلف نظامہائے حکومت کو امریکی طرز حکومت اور طرز جمہوریت پر ڈھالنا۔

۲- دنیا سے تمام نظامہائے معیشت کو ختم کر کے امریکی نظام معیشت کو رواج دینا۔

۳- دنیا کے تمام نظامہائے اتصالات و مواصلات کو امریکی نظامہائے اتصالات و مواصلات سے ہم آہنگ کرنا اور پابند بنانا۔

۴- پوری دنیا کی مختلف رنگا رنگ تہذیبوں اور ثقافتوں کو مٹا کر امریکی تہذیب و کلچر کو فروغ دینا یا کم از کم ان پر امریکی ثقافت کا رنگ چڑھانا۔

اصلی مقاصد:

۱- قومیت اور نیشنلزم کی افیون دے کر اسلامی وحدت اور یکتائی کو پاش پاش کرنا۔

۲- الحادی صوفیت، دہریت، باطنیت اور وثنیت کے ذریعہ توحید کی نفی کرنا۔

۳- نظریہ ڈارون اور مادی فلسفہ کے ذریعہ اسلامی ثقافت اور اسلامی تشخص کو ملیا میٹ کرنا۔

۴- علمانیت اور عقلانیت کی دعوت دے کر اسلامی شریعت کے مفہوم کو ہی بدل ڈالنا۔

۵- وحدت ادیان کا پروپیگنڈہ کر کے اسلام کے عالم گیر مفہوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا۔

۶- علم الاخلاق علم النفس اور علم الاجتماع کی دہائی دے کر انسان کے اصلی مفہوم کو ہی بدل ڈالنا۔

۷- تمام اسلامی دنیا کو تابع فرمان اور زیر نگیں بنانا۔

۸- عالم اسلام کے حکمرانوں اور صاحب اقتدار لوگوں کے درمیان انتشار و اختلاف کو برقرار رکھنا اور اسکو ہوا دیتے رہنا۔

۹- عالم اسلام کی اسلامی اقدار اور ملی روایات کو پامال کرنا اور ان کے معانی و مفاہیم کو بدل ڈالنا۔

۱۰- تحریک آزادیٔ نسواں کا شور و غوغا کر کے مسلم معاشرے میں عورتوں کے احساسات و جذبات کو ابھار کر ان کے حجاب کو تار تار کرنا۔

۱۱- ہر جگہ اٹھتی ہوئی اسلامی تحریک اور بڑھتی ہوئی اسلامی بیداری کو مختلف حیلوں سے کچل دینا۔

۱۲- اسلامی اقتصادیات کو یہودی سود خوروں کے شکنجوں میں کس دینا۔

۱۳- اسلام دشمن تحریک کو تحفظ دینا اور ان کے ذریعہ ملت اسلامیہ کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں بانٹنا۔

۱۴- اسلام کے خلاف کھلنے والی ہر زبان کو آفرین کہنا اور انسانی حقوق کے تحت تحفظ فراہم کرنا۔ مثلا سلمان رشدی و تسلیمہ نسرین وغیرہ۔

۱۵- دنیا بھر میں اسلامی بیداری اور جہاد کے علمبرداروں کو دہشت گرد قرار دینا اور ان کی معاشی و اقتصادی ناکہ بندیاں کرنا۔

۱۶- اسلامی ملکوں میں مسیحی بیداری پیدا کرنا اس کی بھرپور حمایت کرنا اور انسانی حقوق کے تحت ان کو آزادی دلوانا۔

گلوبلائزیشن کا میدان عمل:

یوں تو گلوبلائزیشن زندگی کے ہر شعبے کو محیط ہے لیکن سیاست، معیشت، فوجی قوت، ثقافت اور دین پر اسکی کڑی نظر ہے۔

۱- سیاست:

گلوبلائزیشن کا پہلا نشانہ سیاست ہے دنیا کی عام قوموں کو امریکی نظام کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں اور امریکی مفاد کے لئے اپنی طرز حکومت چاہتے ہیں۔

بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی سے قبل دنیا میں روس اور مریکہ دو بڑی طاقتیں تھیں اور یہی دونوں دوسری جنگ عظیم کی پیداوار تھی۔ دونوں میں طاقت کا توازن تھا لیکن اب روس بکھر چکا ہے اور امریکہ سوپر پاور بن گیا ہے۔

مشرق وسطی میں عراق کی قوت جیسے ہی اسرائیل کو چیلنج کرتی نظر آئی تو فورا خلیجی جنگ تانے بانے بن لئے اور امریکی صہیونی لابی نے عراق کو کچل کر رکھ دیا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ وہاں پر سنیوں کے سینوں پر رافضیت کو مسلط کر دیا ہے۔ افغانستان شام یمن لیبیا اور مصر وغیرہ میں انہیں کی سازش کام کر رہی ہے۔ دنیا میں اگر کوئی اسلامی ملک اپنی فوجی طاقت بڑھاتا ہے تو یہ بگڑ جاتے ہیں جبکہ دیگر مذاہب کے پیروکار نیوکلیر بم بناتے ہیں تو انہیں تکلیف نہیں ہوتی۔

۲- اقتصادیات:

دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹-۱۹۴۵ کے بعد امریکہ نے عالمی سرمایہ داری پر قبضہ کر لیا اسی وجہ سے اسے سیاسی اور اقتصادی میدان میں برتری مل گئی۔

شروع سے امریکہ کی نظر دنیا کے اقتصاد اور عالمی منڈی پر تھی۔ اس نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے اقوام متحدہ کو بھی اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا آرہا ہے۔

اقتصادی میدان میں اخلاق اور انصاف کی رعایت نہ کرنے والے گلوبلائزیشن کے دلدادہ لوگ دنیا کو ایسی دوائیاں اور سگریٹ بھی بیچتے رہے جو خود انکے یہاں ممنوع ہے۔

گلوبلائزیشن کا مقصد پرانے سامراج کی اقتصادیات کو مزید بڑھانا اور تقویت دینا ہے۔ انہوں نے تیسری دنیا کو ایک کھلی ہوئی مارکیٹ بنا رکھا ہے۔ وہ چیزوں کو بنائیں، پیدا کریں اور تیسری دنیا کے لوگ ان اشیاء کو صرف استعمال کریں مثال کے طور پر گیہوں اور چاول وغیرہ، تاکہ تیسری دنیا کے لوگ ان کے تابعدار اور ان کی اقتصادیات کے خدمت گزار بنے رہیں، وہ ہم سے ہمارا خام مال پیٹرول اور روئی وغیرہ سستے داموں میں خریدتے رہیں اور پھر ہم سے ہی دس گنا زیادہ قیمت وصول کر کے فروخت بھی کرتے رہیں۔

۳۔ فوجی قوت:

روس کے زوال سے پہلے امریکہ اور روس دو بڑی عالمی طاقتیں تھی لیکن روس کے ٹوٹنے کے بعد سوپر پاور کی حیثیت سے امریکہ اکیلے میدان میں ہے، امریکہ کی کل افواج کی تعداد پچاس لاکھ کے قریب ہے۔ اس کی عسکری پالیسی یہ ہے کہ پوری دنیا پر اسکا کنٹرول ہو۔ چنانچہ اسکی فوج مغربی یورپ، جنوبی کوریا، جاپان، پنامہ، برموڈا، اسٹریلیا، سنگھاپور، سعودیہ، کویت اور قطر وغیرہ میں موجود ہے۔

امریکہ کے مدمقابل چین ایک بڑی طاقت بن کر ابھر رہا ہے لیکن پھر امریکہ اپنے وسیع تر معاشی مفاد کے خاطر چین سے بہتر رشتہ رکھنا چاہتا ہے البتہ اسلامی طاقت امریکہ کے لئے حقیقی چیلنج بن سکتی ہے جسکی دو وجہ ہے:

۱- اکیسوی صدی کے لئے احتیاطی پیٹرول کاذخیرہ انہیں کے پاس ہے۔

۲- دینی بیداری اوران کی مضبوط مذہبی آئیڈیالوجی۔

۴ -ثقافت:

ثقافت قوموں کی تہذیبی اور تمدنی زندگی کی پہچان ہوتی ہے،اس سے قومیں تشکیل پاتی ہیں، یہ سمجھئے کہ قومیں کشتی کی طرح ہیں جس میں طرح طرح کی سرگرمیاں سوار ہوتی ہیں۔گلوبلائزیشن انہیں ثقافت کو مٹا کراپنی خاص آیڈیالوجی قائم کرنا چاہتاہے،اسکی خطرناکی کے چند پہلو مندرجہ ذیل ہے:

۱- نظریہ گلوبلائزیشن چاہتا ہے کہ ہمارے درمیان یورپی اور امریکی پیداوارا اور مصنوعات عام ہوجائیں مثلاماکولات، مشروبات وملبوسات وغیرہ۔

۲- گلوبلائزیشن چاہتاہے کہ ہمارے درمیان اباحیت زدہ ثقافت پھیل جائے اور ہر طرح کی شرعی حدود سے آزادی مل جائے۔

۳- گلوبلائزیشن چاہتاہے کہ ہمارے درمیان جنسی آوارگی حیوانوں کی طرح عام ہوجائے۔مرد عورت سے عورت مرد سے اور ہم جنس ایک دوسرے سے لطف اندوز ہوں۔

۴- اسقاط حمل کو رواج دینا چاہتاہے اس دعوے کے ساتھ کہ بچہ عورت کے جسم کا حصہ ہے اب عورت اپنے جسم کے ساتھ جو تصرف کرنا چاہتی ہے کرے۔

گلوبلائزیشن اور عورت:

اسلام میں عورت کا بڑااونچا مقام ہے، بچوں کا پہلا مدرسہ ہے، تہذیب وثقافت کا گہوارہ ہے، صالح سماج اور اچھے معاشرے اور اچھے خاندان کا مضبوط رکن ہے اور عظیم معاشرہ کی تشکیل میں اس کا

بڑا اہم کردار ہے۔ اسی لئے یورپ والوں نے عورتوں کو نشانہ بنایا ہے حقوق نسوان اور آزادیٔ نسوان کے نعروں سے ان تک پہنچنے کی سازش رہی ہے اور گلوبلائزیشن کی آڑ میں بین الاقوامی ثقافت کو رواج دے کر اسلامی معاشرے کو کمزور کیا جارہا ہے، یہ جنسی آوارگی کے لئے دنیا کو گلوبل ویلیج(global village) کا نام دیکر عالمی بستی و بازار کو ہر حد سے آزاد رکھا ہے اور عورت جو چراغِ خانہ تھی اسے رونق محفل بنادیا ہے۔

اہل یورپ نے بازار حسن قائم کر کے ایک تیر سے دو شکار کیا ہے، ایک مقصد جلب منفعت اور حصول مال اور دوسرا مقصد اس قسم کی چیزوں کو عالم اسلام میں برآمد کرنا ہے تاکہ مسلم معاشرہ جو ان چیزوں سے ناآشنا ہے آشنا ہو جائے اور وہ تمام خرابیاں جو مغربی معاشرے میں پائی جاتی ہیں مسلم دنیا کو منتقل کردی جائیں اور جو قلق واضطراب مغرب میں پایا جاتا ہے مسلم دنیا میں بھی پایا جائے۔

وہ عورتیں اور دوشیزائیں جو حسن وجمال سے خالی ہیں، احساس کمتری کا شکار ہوں اور زیب وزینت، آرائش وزیبائش کی اشیا خرید کر اپنے حسن کو نکھارنے اور بڑھانے کی کوشش کریں۔ کروڑوں ڈالر خرچ کریں، نفسیاتی اور جذباتی عوامل ان کے اندر کام کرتے رہیں تاکہ اپنے حسن کو نکھار کر غیر مردوں کے سامنے پیش کرتی رہیں اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار بن جائیں۔

گلوبلائزیشن اور مذاہب عالم:

گلوبلائزیشن سے دنیا کے تمام مذہبوں کو خطرہ ہے سوائے عیسائیت کے۔ اہل مغرب اگر گلوبلائزیشن کے سائے میں کھلے عام مذہب شامل رکھتے تو بہت سارے لوگ اسے خارج کر دیتے۔ اس لئے انہوں نے گلوبلائزیشن کے پردے میں ایک مکروہ مذہبی چہرہ چھپا رہے ہیں۔

آج انجیل کے ماننے والے دونوں گروہ کیتھولک اور پروٹیشٹنٹ عیسائیت کی تبلیغ میں لگے ہیں اور نہایت ہی منظم انداز میں قریب ۱۷۱ مراکز کے تحت عیسائی مشنریاں اپنا کام کر رہی ہے، ہندوستان، انڈونیشیا اور افریقی ممالک انکے خاص نشانے پر ہیں اور اسلام کو اپنے لئے سب خطرہ مانتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۷۷ء میں سوئیزرلینڈ میں جب دنیا سے عیسائی مبلغین اکھٹا ہوئے تو اس اجتماع میں پوری گفتگو صرف ایک نکتہ پر گردش کرتی رہی کہ پوری دنیا کو مسیحی دنیا کیسے بنایا جائے؟

اور صموئیل زویمر نے قدس کانفرس کو مخاطب کر کے کہا: تم لوگوں کا مشن یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام سے نکال دو تاکہ یہ لوگ ایک خدا نا آشنا مخلوق اور بد اخلاق قوم بن جائیں، حالانکہ قومیں اعلی اخلاق کی بنا پر زندہ رہتی ہیں، اپنے اس عمل کی بنا پر تم لوگ اسلامی ممالک میں سامراجی طاقتوں کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

مشنریاں اور عالمی کانفرنسیں:

مشنریاں مختلف اوقات میں مختلف عالمی کانفرنسیں منعقد کرتی رہتی ہیں، جس میں وہ اپنا لائحہ عمل طے کرتے ہیں، اپنے سابقہ سرگرمیوں کا جائزہ بھی لیتے ہیں۔ انکے چند مشہور عالمی کانفرسوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ امسٹرڈام کانفرنس ہالینڈ

۲۔ ایونسٹون کانفرس امریکہ

۳۔ نئی دہلی کانفرنس ہندوستان

۴- اوٹالا کانفرس یورپ

۵- جکارتا کانفرس انڈونیشیا

اب اگر گلوبلائزیشن کے پیش نظر اور اس کے پروگرام میں مذہب شامل نہیں ہے تو پھر امریکہ ان مشنریوں پر سالانہ چھ سو ملین ڈالر کیوں خرچ کرتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ مشنریاں سامراجی قوتوں کا آلہ کار ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے لئے خفیہ معلومات مہیا کرتی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ان کی سرگرمیاں نہایت خطرناک ہیں، فتنہ وفساد اور جنگوں پر ابھارتی ہیں، نسلی اور قومی بغض وعداوت او اضطرابات کو ہوا دیتی ہیں مثلاً فرعونیت کو مصر میں فینیقیت کو شام فلسطین اور لبنان میں، آشوریت کو عراق میں، بربریت کو شمالی افریقہ میں اور اس سے ان کا مقصد مسلمانوں کی قوت کو کمزور کرنا ہے۔

سابق وزیراعظم راجیو گاندھی نے یورپ امریکہ اور میسیحیت پر جرأتمندانہ تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا: "ہم مغربی خیالات سے بہت متاثر ہیں حالانکہ یہ مسیحی تصور حیات کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ کے باشندے انتہائی سیکولر ہوتے ہیں میں اس سے اتفاق نہیں رکھتا۔ ان ممالک کے لوگ میسیحیت کے علاوہ کسی اور نظریہ کو آسانی سے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے، سلمان رشدی کی کتاب پر جو ہنگامہ ہوا وہ دراصل مسیحی اور مسلم نظریات کا ٹکراؤ تھا۔ یورپ میں سوشلزم کا زوال ایک طرح سے میسیحیت کی فتح ہے۔ اس معرکے کی تیاری دوسری جنگ عظیم سے ہی کی جارہی تھی۔ اس کا دوسرا دور مسلم بنیاد پرستی کے خلاف ہو گا۔"

گلوبلائزیشن اور صیہونیت:

گلوبلائزیشن کا دینی پہلو اور نظریہ یہ ہے کہ پوری دنیا کو نصرانی دنیا بنایا جائے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہی گلوبلائزیشن عالمی یہودی مفاد کے لئے کام کرتا ہے۔ یعنی صیہونیت اور حکومت اسرائیل کے لئے گلوبلائزیشن سرگرم عمل ہے۔ اسکے وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- بالعموم مغرب میں اور بالخصوص امریکہ میں جو بھی تحریک اٹھتی ہے یا جو بھی نظام وجود میں آتا ہے اس کے پس منظر میں یہودی ذہن کارفرما ہوتا ہے اور جو بھی پروگرام بنتا ہے اسرائیل کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر بنایا جاتا ہے۔

۲- پورا یورپ اور امریکہ یہودیوں کے مضبوط شکنجوں میں جکڑا ہوا ہے جس سے نکلنا ممکن نہیں ہے اور جو بھی نظریہ امریکہ و یورپ سے اٹھتا ہے وہ دراصل مسیحی نہیں بلکہ یہودی نظریہ ہی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جلال امیں نے کہا: "کوئی بھی مغربی فکر پہلے یورپین ہوتی ہے پھر امریکن اور آخر میں اسرائیلی۔"

۳- یہودیوں نے صدیوں سے یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد اسی صورت میں ہوگی جب تمام یہودی اپنے اصل وطن فلسطین واپس چلے جائیں گے اور یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام اصل میں یہودی ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ کی رحمت امریکیوں پر اس وقت تک رہے گی جب تک وہ یہودیوں کی حمایت وتائید کرتے رہیں گے۔

گلوبلائزیشن کے وسائل تنفید:

گلوبلائزیشن کے وسائل تنفیذ چار ہیں:

۱- اقوام متحدہ

۲- عالمی بینک

۳- عالمی مالیاتی فنڈ

۴- عالمی تجارتی تنظیم

اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کا قیام:

۲۵/اپریل ۱۹۴۵ء میں امریکہ میں پچاس ملکوں کی ایک کانفرس ہوئی اور اسی کانفرس میں اسکے قیام کا اعلان کیا گیا۔اس کا خاکہ تیار کرنے والے نمایالوگوں میں امریکی صدر "روزویلٹ" اور برطانیہ کا وزیر اعظم "چرچل" تھے۔

اس کے بعد اقوام متحدہ کا ایک منشور تیار کیا گیا جسے UNO کے چارٹر کے نام سے جانا جاتا ہے،اس پر پچاس ممالک کے نمائندوں نے ۲۶/جون ۱۹۴۵ کو دستخط کئے۔ یہ خالص یہودی ادارہ ہے اور یہودی وصہیونی مفاد کے لئے کام کرتا ہے۔

۲۴/اکتوبر ۱۹۴۵ سے اس یہودی ادارہ نے باقاعدہ اپنے کام کا آغاز کیا۔یہی وجہ ہے کہ ہر سال ۲۴ / اکتوبر کو یوم اقوام متحدہ کی حیثیت سے منایا جاتا ہے۔

اقوام متحدہ کے مقاصد:

۱- بین الاقوامی امن قائم کرنا اور نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے بچانا۔

۲- لوگوں کو مساوی حقوق دلانا۔دنیا سے جہالت،غربت اور بیماری کو دور کرنا۔

۳- جملہ ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات بڑھانا۔

۴- بین الاقوامی اقتصادی،سماجی،تمدنی اور دوسری انسانی الجھنوں کو سلجھانے میں مدد دینا۔

۵- انسانی حقوق کے بارے میں قوم، مذہب، زبان اور مرد وعورت کے فرق کے بغیر احساس تعلیم پیدا کرنا۔

٦- پرانے اور نئے مسائل کو گفت وشنید کے ذریعہ حل کرنا تاکہ عالمی امن وانصاف پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے پائے۔

اقوام متحدہ کے اہم ادارے:

اس عالمی ادارے کا انتظام مختلف شعبوں کے سپرد ہے اور منشور کے مطابق چھ بڑے ادارے قائم کئے گئے ہیں:

(۱-جنزل اسمبلی ۲-سلامتی کونسل ۳-اقتصادی وسماجی کونسل ۴-تولیتی کونسل ۵-بین الاقوامی عدالت انصاف ٦-جنزل سیکریٹری)

۱- جنزل اسمبلی:

یہ اقوام متحدہ کا سب سے بڑاادارہ ہے، اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک اپنی مرضی سے زیادہ سے زیادہ پانچ مندوب نمائندگی کے لئے بھیج سکتے ہیں لیکن انہیں صرف ایک ووٹ دینے کا اختیار رہتا ہے، اس کا اجلاس ہر سال ستمبر میں ہوتا ہے، اس میں ہر مسئلے پر بحث ہوتی ہے فیصلہ ۲/۳ سے پاس ہوتا ہے۔

۲- سلامتی کونسل:

سلامتی کونسل کی رکنیت جنزل اسمبلی کی طرح اقوام متحدہ کے تمام اراکین کو نہیں دی جاتی ہے بلکہ اسکے صرف چندہ اراکین ہوتے ہیں جن میں پانچ امریکہ برطانیہ روس فرانس اور چین مستقل اور دیگر دس

غیر مستقل ممبران ہیں،ان کاانتخاب دو سال کے لئے جنرل اسمبلی کرتی ہے اس کا اجلاس کسی وقت بھی طلب کیا جاسکتاہے،اسکا صدر انگریزی حروف تہجی کے اعتبار سے ہر ماہ مقرر کیا جاتاہے۔ہم جنرل اسمبلی کو مقننہ سے تشبیہ دیں تو سلامتی کونسل کی حیثیت عاملہ کی سی ہو جاتی ہے۔

یہ اقوام متحدہ کا نہایت اہم شعبہ ہے اس میں ہر اس مسئلہ کی مداخلت کی اجازت ہے جس سے علاقائی یا عالمی امن کو خطرہ ہو۔

۳۔ اقتصادی وسماجی کونسل:

دنیا کی معاشی و معاشرتی حالات بہتر بنانے کے لئے اس کی تشکیل عمل میں آئی ہے، یہ کونسل ۴۵ اراکین پر مشتمل ہے جنہیں جنرل اسمبلی تین سال کے لئے منتخب کرتی ہے، یہ کونسل اقوام متحدہ کے تمام معاشی وسماجی مسائل پر غور کرتی ہے اور پھر اپنی تجاویز پیش کرتی ہے۔

اس نے اب اپنی علیحدہ حیثیت اختیار کرلی ہے۔

حفظان صحت، مہاجرین وپناہ گزیں، بچوں کی امداد، آزادئ رائے اور حقوق انسانی کو اپنے دائرہ اختیار میں شامل کرلیاہے،اس کونسل کے ۲۳ خصوصی ایجنسیاں ہیں،ہر ایجنسی اپنی جگہ مستقل اور اہم ہے۔لیکن ان میں تین ایجنسیاں عالمی بینک، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور معاہدہ برائے محصول و تجارت انتہائی مشہور و معروف اور اہم ہیں۔

۴۔ تولیتی کونسل:

یہ کونسل ان علاقوں کے نظام کے ذمہ دار ہوتے ہیں جنہیں ممبر ممالک نے اپنی نگران میں لے رکھا ہے۔

۵- بین الاقوامی عدالت انصاف:

اسے لوگ لیگ آف نیشنز کا نام بھی دیا ہے، اس میں تمام ممالک اپنا مقدمہ پیش کر سکتے ہیں جب کہ غیر رکن ممالک بھی کچھ شروط کے ساتھ اس سے رجوع کر سکتے ہیں، یہ پندرہ ججوں پر مشتمل ہوتا ہے ان کا انتخاب سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی ۹ سال کے لئے کرتی ہے۔ ایک وقت میں ایک ملک سے ایک وقت میں ایک سے زیادہ جج نہیں بن سکتے۔ اس کا صدر مقام ہالینڈ کا شہر ہیگ ہے۔ یہاں فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر ہوتا ہے اس لئے نو ججوں کا مقدمہ میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

عدالت کی سرکاری زبانیں انگریزی اور فرانسیسی ہے اس عالمی عدالت کا سب سے بڑا مسئلہ غیر جانبداری کا فقدان ہے ساتھ ہی یہ عدالت فیصلہ تو سنا دیتی ہے لیکن اسے نافذ کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی فورس نہیں ہے، دنیا اپنی شرافت سے انکی بات مان لے تو مان لے ورنہ اسے نافذ کرنے کے لئے عالمی عدالت کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔

۶- جنرل سیکریٹری:

اقوام متحدہ کے ناظم الامور کی حیثیت سے یہ اپنا فرائض انجام دیتا ہے، سلامتی کونسل کو اسے معلومات کی اطلاع دینے ہیں جو امن کے لئے خطرہ کا سبب ہو، اسی طریقہ سے اقوام متحدہ کے تمام کارگزاروں سے متعلقہ جنرل اسمبلی کے سامنے مختلف اور ضمنی رپورٹ پیش کرتا ہے۔

ویٹو پاور:

اقوام متحدہ کے قانون کے مطابق سلامتی کونسل کے پانچ ممبران کو ویٹو کا حق حاصل ہے اور وہ ہیں: امریکہ، بریطانیہ، روس، فرانس اور چین.

ویٹو کا مطلب ہے کہ کسی بھی فیصلے کی تجویز کو منظور یا نامنظور کرنے کا حق استرداد ان پانچ ممالک کو ہی حاصل ہے۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اقوام متحدہ پر صرف اور صرف انہیں پانچ ملکوں کا قبضہ ہے اور انہیں کی پوری دنیا پر حکمرانی ہے اور اس ویٹو کا استعمال اکثر اسلامی ممالک کے خلاف کرتے ہیں۔

ویٹو پاورز کا حق اتنا ظالمانہ اور اس قدر وحشیانہ ہے کہ اس نے سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے تمام اداروں کو عملا مفلوج اور حقیقتا ہائی جیک کر رکھا ہے ورنہ آج فلسطین لبنان قبرص کشمیر چیچینیا تبت ویتنام وغیرہ کے مسائل جوں کے توں نہ رہتے۔

انڈونیشیا کے سابق صدر ڈاکٹر احمد نے ایک دفعہ کہا تھا: "اقوام متحدہ چند بڑی اور مفاد پرست طاقتوں کا مشترکہ اڈہ ہے، یہاں غریب اور ترقی پذیر اقوام کو لوٹنے، استحصال کرنے اور ان پر اقتدار قائم کرنے کے باہمی سمجھوتے ہوتے ہیں یہ ادارہ دراصل بڑے ڈاکوؤں کے مفادات کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ جہاں انصاف کرنے والے کو دھتکارا جاتا ہے ان کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں اور انہیں دور جدید کی غلامی کے طریقوں پر طاقت کے ذریعہ مجبور کیا جاتا ہے"۔

ماسونیت

نام:

اس تحریک کا نام free masonry ہے جو تین الفاظ سے ملکر بنا ہے۔اور ماسونیت پوری دنیا میں اسی نام سے معروف ہے۔

:Free یعنی آزاد، جسے کسی قید سے مقید نہ کیا جا سکے۔

:Mason یعنی حرفت اور پیشہ۔

:Ry اس سے مراد یائے نسبت ہے۔

اس لحاظ سے اس لفظ کا ترجمہ ہوا "جمعیۃ معمارانِ احرار" یعنی جس کو ضابطہ یا نگرانی اپنی بندش میں نہ رکھے۔

تاریخ قیام: اس میں کئی رائے ہیں:

۱) اس کا قیام اس وقت ہوا جب موسی علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ میدان تیہ میں تھے۔

۲) اس کا بانی اول ہیرودوس ثانی ہے جو رومن حکومت کی طرف سے قدس کا گورنر تھا جس نے قدس میں اپنے یہودی اشتراک سے ایک خفیہ تنظیم مخفی قوت کے نام سے قائم کی تھی، جس کا مقصد مسیح علیہ السلام کی دعوت کا مقابلہ کرنا تھا،اس تنظیم کی ایک خفیہ مجلس تھی جو ۹ /ارکان پر مشتمل تھی، اس مجلس کا پہلا اجلاس ۴۳ء کو منعقد ہوا جس میں تمام نے سخت قسمیں کھائیں کہ امور سربستہ راز ہی رہیں گے، باہم تعاون کریں گے، مجلس کے احکام نافذ کریں گے اور جو بھی اس سے انحراف کرے گا اس کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے

۳) کچھ لوگ اسے جدید دور کی پیداوار بتاتے ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ برطانیہ میں ۱۲ویں صدی عیسوی میں معماران احرار یااخوان احرار کے نام سے کوئی تنظیم نہیں تھی، محفلوں کے معیار کے اعتبار سے سب سے بڑی ماسونی محفل برطانیہ میں ہے اور یہ سب سے پہلی ظاہری ماسونی محفل ہے، اس کا قیام ۱۷۱۷ء میں ہوا، القوانین نامی کتاب ماسونیت کی سب سے قدیم کتاب ہے، یہ پہلی بار لندن میں ۱۷۲۳ء میں لندن سے شائع ہوا۔

ماسونیت کے مختلف نام:

جب ماسونیت پر کوئی خطرہ منڈلاتا ہے تواپنا سائن بورڈ بدل دیتا ہے، جیسے ہٹلر کے ڈر سے "جرمن شہسواروں کا کلب" نام اپنایا پھر بعض اندیشوں او خطروں کے ڈر سے "روٹری کلب" نام اپنایا۔

ماسونی تاریخ میں وائزھاٹ اور پایک کا کردار بڑا نمایا ہے، پہلے کا تعلق یورپ سے اور دوسرے کا تعلق امریکہ سے ہے

وائزھاٹ:

وائزھاٹ ۱۷۴۸ء میں جرمنی میں پیدا ہوا، اس نے علم لاہوت حاصل کیا اور دین مسیح کے معروف اشخاص میں سے ہو گیا، لیکن بعد میں اپنے دین سے مرتد ہو کر ملحد ہو گیا، ۱۷۷۰ میں یہودیوں نے اس سے رابطہ کیا اور دنیا سے متعلق اپنے منصوبے پیش کرنے کے بعد ان کی عملی تنفیذ کے لئے مخصوص منہج تیار کرنے کی درخواست کی جسے اس نے خوشی سے قبول کر لیا، اور ۱۷۷۶ میں محفل مشرق اکبر کے نام سے ایک ماسونی محفل کی بنیاد رکھی۔

وائزھاٹ کا حقیقی مقصد اور ذرائع:

تمام حکومتوں اور موجودہ تمام ادیان کو مٹانا اس کا اصلی مقصد تھا، وائزھاٹ نے اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لئے درج ذیل ذرائع اپنائے:

۱) بااثر اور مقتدر شخصیات کو اپنا آلہء کار بنانا۔

۲) یونیورسٹی کے اساتذہ اور قابل طلبہ کو اپنے فریب میں لینا۔

۳) ذرائع ابلاغ اور صحافت پر کنٹرول کرنا۔

البرٹ پایک:

البرٹ پایک کی وفات ۱۸۹۱ء میں ہوئی، اس کا تعلق امریکہ سے تھا، یہ ایک بڑا شاعر تھا، اس نے "اخلاق اور عقائد" نامی کتاب بھی لکھی ہے، ماسونیت میں اس نے بڑا مقام حاصل کیا اور جماعت نور میں اسے مفکر اعظم کا لقب دیا گیا اور تخریبی منصوبوں کا نگران بھی چنا گیا۔

پایک کا منصوبہ:

۱۸۵۹ء میں اس نے تین عالمی جنگوں اور تین بڑے انقلابات کا پلان تیار کیا، اس کے اندازے کے مطابق یہ جنگیں بیسوی صدی عیسوی میں واقع ہوں گی۔

پہلی عالمی جنگ سے اس کا مقصد روسی قیصریت کا خاتمہ اور اسے کمیونزم کے شکنجوں میں جکڑنا تھا۔

دوسری عالمی جنگ کا مقصد صیہونیت کی سیاسی طاقت کو بڑھانا تاکہ وہ فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم کرسکے۔

تیسری عالمی جنگ کا مقصد یہ تھا کہ پوری دنیا کو عقلی روحانی اور اقتصادی پیمانے پر مطلقا مجبور کردیا جائے۔

صفات ماسونیت:

۱- سری اور تخریبی دعوت:

ماسونیت کی ایک پہچان یہ ہے کہ اس کی دعوت انتہائی سری اور تخریبی ہوتی ہے، دنیا کی ہر تخریبی دعوت کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ چھپ کر اپنا کام انجام دیتی ہے جبکہ پیغمبری دعوت کا معاملہ واضح اور نمایا ہوتا ہے، موسی علیہ السلام نے فرعون اور اس کے درباریوں کو علی الاعلان یوم الزینہ کے دن دعوت دی، نبی کریم صلی اللہ نے کوہ صفا پر مکہ والوں کو جمع کر کے کھلم کھلا دعوت دی۔

ماسونیت دنیا کی سب سے تخریب پسند دعوت ہے اس لئے اس بات کا جاننا آسان نہیں کہ ماسونیت کا قیام کب عمل میں آیا ہے، بس کسی غار کے اندر اس کی نشو نما ہوئی، شباب تک پہونچنے کے بعد چہرے کے مختلف رنگوں کے ساتھ باہر آئی۔

ماسونیت کا پردہ کیسے فاش ہوا؟

ماسونیت کے کچھ فرزندوں نے جن کے ضمیر صبح حقیقت کے طلوع کے ساتھ بیدار ہوئے اس کا پردہ چاک کیا، ایسے لوگ اب بہت ہو گئے ہیں، ماضی میں معروف شخصیت پاپا لویس شیخو، ترکی جنرل جواد رفعت اما خان، اور حال میں ڈاکٹر محمد علی زعبی وغیرہ ہیں۔

۲- باطنی دعوت:

ماسونیت نفاق اور باطنیت کی حامل ہے، جملہ مذاہب کے اچھی باتوں کو لینے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ اسکی حقیقت اس کے بر خلاف ہے۔

ماسونیت بظاہر اللہ پر ایمان کا دعوی کرتا ہے تمام ادیان کے احترام اور سیاست سے دوری کی نمائش کرتی ہے، حالانکہ ماسونیت کی ان چیزوں کا کوئی تعلق نہیں ہے، یہ شیطان پر ایمان رکھتی ہے، ان کے دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا خدا شیطان ہے، کٹر ماسونی عبد الحلیم خوری لکھتا ہے کہ حقیقی الہ مادہ ہے، یہ تمام اخلاقی احکام کا انکار کرتا ہے، ماسونی دستور میں لکھا ہے کہ ماسونیت کوئی دین نہیں ہے اور نہ ہی اسکے یہاں دین وشرائع کی کوئی اہمیت ہے۔

حریت ومساوات اور اخوت کا نعرہ بھی بس ایک دھوکہ ہے، حریت سے مراد اسکی ایک خاص عبودیت ہے اور مساوات کا پول اسی سے کھل جاتا ہے کہ انکے یہاں ۳۳ درجے ہیں، ان کے یہاں کالے گورے کی پوری تفریق ہے، عورت نے آج تک مردوں کا درجہ نہیں پایا بلکہ ان کا کہنا ہے کہ عورت اپنی خلقت کی وجہ سے اس لائق نہیں ہے کہ محفل کی رکنیت حاصل کرسکے، عریانیت، اختلاط اور بداخلاقی وغیرہ کی ماسونیت باقاعدہ دعوت دیتی ہے۔

۳- تنظیم اور تعاون:

ماسونیت کی ممتاز صفت تنظیم ہی ہے جو کہ انکے جلسوں سے واضح ہے، اس کے درج ذیل تین منظم طبقات ہیں:

۱- رمزی ماسونیت: جو پہلی بار اس سے جڑتے ہیں۔

۲- ملوکی ماسونیت: اسکی شروعات ۳۳ ویں درجات کے بعد ہوتی ہے جسے دنیا کی تین صدور کو عطا کیا گیا ہے۔

۳- کونی ماسونیت: یہ تمام طبقات کی چوٹی ہے اکیلے اسی طبقہ کے افراد کے ہاتھوں میں دنیا کی تمام ماسونی محفلوں اوران سے متعلق اشخاص اوران میں انجام پانے والے امور کی باگ ڈور ہے۔

ہیکل کا راستہ:

۳۳درجوں پر مشتمل ماسونیت کا پہلا زینہ طے کرنے کے لئے جب آدمی یہاں آتا ہے تو دروازے پر ہزاروں تالے پاتا ہے، حیران کھڑے رہتا ہے، اتنے میں دروازے سے ایک کھڑکی کھلتی ہے، ایک آدمی وہاں سے جھانکتا ہے لیکن کچھ بولتا نہیں ہے، حیرت اور بڑھائی جاتی ہے پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھولا جاتا ہے۔

اب آدمی کمرے میں داخل ہوتا ہے، حجرہ تامل میں مرشد اس کا استقبال کرتا ہے اور یہ حجرہ عظیم ہیکلوں، کھوپڑیوں اور تانبے کے سانپوں سے بھرا ہوتا ہے اور ایسے انسان کو دکھایا جاتا ہے کہ جس کی کلائی اور رانوں کی صرف ہڈیاں ہوتی ہیں، پھر اس کے کپڑے اور جو کچھ اس کے ساتھ دھات کے سامان ہوتے ہیں اتار لئے جاتے ہیں حتی کہ گھڑی اور انگوٹھی تک کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے

پھر صدر سوال کرتا ہے کیا تم ماسونیت کی طلب میں برابر لگے رہو گے جواب اگرہاں میں ہوتا ہے تو مرشد اسکی آنکھ پر پٹی باندھ دیتا ہے اور گلے میں رسی ڈال دیتا ہے پھر ہیکل کے دروازے سے اسے نکال لیا جاتا ہے، اسکے بعد محفل موقر سے کسب نور کے لئے لایا جاتا ہے۔

پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ تم کس بات کی آرزو رکھتے ہو، وہ جواب دیتا ہے اچھے کیرکٹر اور حریت نسب کی، اب اسے محفل کے ہال میں داخل کیا جاتا ہے پھر کچھ مراحل سے گذار کر دو کھمبوں کے بیچ

کھڑا کیا جاتا ہے، یہاں پھر اس سے عہد لیا جاتا ہے، کتاب مقدس کی قسم کھلائی جاتی ہے اور اس کے اپنے خون سے دستخط لی جاتی ہے

اس کے بعد صدر میٹھے اور کڑوے پانی کا پیالہ دیتا ہے تاکہ آدمی زندگیوں کی تلخیوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائے، کافی دیر بعد آنکھ کی پٹی کھولی جاتی ہے۔

پھر تلوار کے سائے میں دھمکا کر کہا جاتا ہے کہ اگر تم نے قسم توڑی تو تمہاری گردن قلم کر دی جائے گی اور گلے کی یہ رسی موت کا پھندہ بن جائے گی، ابھی ہم تم کو طالب کہتے تھے لیکن اب تم ہمارے ماسونی بھائی بن گئے ہو۔

اس کے بعد صدر اس کو پہلے درجے کی خلعت پہنچاتا ہے، انسان اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے پھر دھیرے دھیرے ۳۳ درجے تک ترقی کرتا ہے، ہر درجے میں آدمی سے راز فاش نہ کرنے کی قسم لی جاتی ہے اور ماسونی اوامر کی تابعداری کا حلف لیا جاتا ہے۔

ہیکل کی زبان:

ہیکل کی زبان الگ زبان ہوتی ہے جو مختلف رموز واشارات پر مشتمل ہے، انکے یہاں حروف معروف شکل سے ہٹ کر ہوتی ہیں، عبارتیں انتہائی پیچیدہ ہوتے ہیں، ہر حرف کے ساتھ ایک ہندسہ ہوتا ہے جس سے اسکی خاص پہچان ہوتی ہے جیسے ماسون لکھنے کے لئے وہ یہ عدد استعمال کرتے ہیں (60،80،3،70،40)، نیز ماسونی تحریر میں انکے نصوص بھی انتہائی مشکل ہوتے ہیں، انکے لباس وغیرہ بہت رازدارانہ ہوتے ہیں، ماہ وسال کے نام بھی انکے یہاں مختلف ہیں، ماسونیت کے 33 درجات ہیں اور ان میں ہر ایک کا مخصوص نام ہے جیسے 30 واں: شہسوار قدس، 31 واں: شہسوار اعلی، 32 واں: شہسوار شہسواراں، ۳۳ واں: استاذ اعظم۔

ماسونیت اور ادیان:

ماسونیت اور یہودیت:

ماسونیت کا موقف تمام ادیان کے خلاف عداوت کا ہے جب کہ یہودیت سے انکا گہرہ ربط ہے کیوں کہ اصلا یہ یہودی فکر ہے، خواہ اس کا قیام عہد موسی میں ہوا ہو، یا بعد کے ادوار میں۔ اس کی دلیل درج ذیل ہیں:

- ہیکل: جسے تباہ کر دیا گیا تھا اسے یہودی معید کے نام سے یاد کرتے ہیں۔
- بساط عتیق: جو تیسرے درجے کے تعیین کے وقت استعمال ہوتا ہے اس پر ہیکل کی تصویر لگی ہوتی ہے۔
- مذبح: ہیکل کے دونوں ستونوں کے بیچ چبوترہ کو کہتے ہیں، یہ یہودیوں کی دو مشہور شخصیات بوعز اور جیکین کے ستون ہیں اور انہیں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔
- تخت سلیمان اور رموز وغیرہ سے بھی ماسونیت کا گہرہ ربط ہے۔
- استاد خوری لکھتا ہے کہ ماسونیت اپنی حقیقت کے اعتبار سے اسرائیل خیالات کی معید ہے
- یہودی انسائکلوپیڈیا کا کہنا ہے کہ ماسونیت کی فنی زبان اشارات اور اس کے اشعار سب یہودی ہیں نیز ماسونیت یہودی تعلق پر فخر بھی کرتی ہے۔

ماسونیت اور مسیحیت:

ماسونیت مسیح علیہ السلام کو بے ایمان، گمراہ اور لعنت کا مستحق سمجھتی ہے اسی لئے کیتھولک کلیسا نے ماسونیت کو حرام بتایا ہے اور اسکے خلاف جنگ بھی چھیڑ رکھی ہے، پاپائی فران ہے کہ ماسونیت کے اجتماع

شر کے لئے ہیں اور یہ نور سے شدید بغض رکھتے ہیں، یہ انسانی سلامتی اور بھلائی کے لئے خطرہ ہیں، اس کی تذلیل اور مذمت واجب ہے، یہ تمام ادیان کے باغی ہیں اور اللہ کے وجود کے بھی منکر ہیں۔

کیتھولک کلیسا کی طرح مشرقی کلیسا کا بھی ماسونیت کے بارے میں یہی نظریہ اور موقف ہے۔

ماسونیت اور اسلام:

ماسونیت قرآن، مسلمان، اسلام کے تعلق سے بہت بری سوچ رکھتی ہے، کہتے ہیں کہ محمد فرضی نبی ہے، قرآن تورات کی ایک فرع ہے، اور ایک ماسونی کہتا ہے کہ قرآن ماسونیت کے حسنات میں سے ہے، اسے بحیرہ راہب نے محمد کو قلم بند کرایا تھا۔

بیروت میں جدید ماسونی محفل ہے جس کے حروف رمز (م م م) ہے یعنی مسلم، مسیحی، اور ماسونی، یہ محفل مجمع ماسونی، مسیحی، محمدی محفلِ شرق یا شرق عربی اعظم نامی محفل کے تابع ہے۔

محفل شرق میں مسلمان مرد اور عورت کی ایک بڑی تعداد شامل ہوتی ہے اور ماسونیت کے جھانسے میں آجاتی ہے۔

ماسونیت اور عالم:

ماسونیت ایک بے آواز حکومت ہے، یہ تمام بر اعظم پر پھیلی ہوئی ہے، یہ پہلے جمعیۃ اقوام عالم میں تھی اور اب اقوام متحدہ میں ہے، یہ بیشتر اداروں اور تنظیمات میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے، نیز یہ یہودی قوم کی خدمت بھی کرتی ہے جیسا کہ مستشرق دوزی کا قول ہے کہ: ماسونیت کا تعلق مختلف مذاہب سے

ہے، یہ لوگ صرف ایک مقصد کے لئے کام کرتے ہیں اور وہ ہے ہیکل کی بازیابی، اس لئے کہ یہ حکومت اسرائیل کا رمز ہے۔

یہودی عقل کی وحدت:

یہودی عقل کے علائم ایک ہیں، ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا خواہ وہ روسی یہودی کی کھوپڑی میں ہوں یا امریکی کے سر میں یا آسٹریلیائی کے، یا ایسے یہودی ہوں جو عربوں کے درمیان رہتے ہوں، یہ کھوپڑیاں خواہ ہمارے دور کے سروں میں ہوں یا گذشتہ ادوار میں مٹی کی تاریکیوں میں مل گئی ہوں۔

درجہ ۳۳ کے جلسہ میں کیا پڑھا جاتا ہے؟

تینتیسویں درجہ کے ارکان کے جلوس میں درج ذیل عبارت پڑھی جاتی ہے:

ہم سلیمان بن داؤد کے عہد کی طرف لوٹیں گے، ہیکل مقدس کی تعمیر کریں گے، اور اس میں تملود کو پڑھیں گے اور عہد و میثاق میں جو کچھ مذکور ہے ہم سب نافذ کریں گے۔

غاصب مستعمیریں کے لئے ویل ہے ویل ہے، ہم انہیں شیروں کے منہ کا لقمہ بنا دیں گے، انتقام! انتقام!

ماسونی کے جنازہ پر کیا پڑھا جاتا ہے؟

اس ماسونی کے جنازہ پر جو ابھی آزاد نسب شہسوار کے درجہ پر نہیں پہنچتا ہے یہ عبارت پڑھی جاتی ہے:

اے موسیٰ اور ہارون کے رب، یہ میت خبیث یافث کی اولاد سے ہے، لیکن یہ توبہ کرنے والوں کا بھائی ہے، تیرے ہیکل کی تعمیر کے معرکوں میں اس نے کام کیا اور قربانی دی، ب، و، ج کے دونوں ستونوں کے درمیان سات بار کھڑا ہوا، اور م سے نور حاصل کیا، میم تیرا امجد عالی ہے، اے رحمن ہم اسے تیری رحمت میں دیتے ہیں، اے رحیم، اے سب سے بڑے فریادرس۔

ماسونیت کے تعلق سے فقہ اکیڈمی کی قرارداد:

۱۹۷۸ء میں مکہ مکرمہ میں فقہ اکیڈمی کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں درج ذیل قرارداد پاس ہوئے:

۱- ماسونیت ایک خفیہ تنظیم ہے، اپنے حقیقی مبادی کو ہر حال چھپاتی ہے، خواص الخواص ہی صرف اس سے آگاہ ہوتے ہیں جو کہ مختلف تجربات سے گذر کر بلند مراتب پر فائز ہو چکے ہیں۔

۲- روئے زمین کے ہر مقام پر مفروضہ انسانی اخوت کے نام سے لوگوں کو اپنے دام فریب میں لیتے ہیں۔

۳- یہ تنظیم دنیا پر یہ ظاہر کرتی ہے کہ حق پر تعاون کرنے والی ہے اور اس کی آڑ میں مختلف اجتماعی مراکز سے لوگوں کا شکار کرتی ہے اور اچھا خاصہ مالی تعاون بٹورتی ہے۔

۴- اس تنظیم میں داخلہ جدید رکن سے متعلق محفل انتساب کی اساس پر ہوتا ہے جس میں مختلف مراسم اور دہشت انگیز رمزی اشکال سے گذارا جاتا ہے، تاکہ درجہ پر قیام کی حالت میں اسے دی جانے والی تعلیمات اور اوامر کی مخالفت کے بارے میں اسے خوف زدہ کر دیا جائے۔

۵- مغفل ارکان کو آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی دینی عبادات میں لگے رہیں، اور بتدریج صلاحیت اور تجربات کی روشنی میں ترقی دی جاتی ہے اور کام لیا جاتا ہے۔

۶- اس تنظیم کے سیاسی اہداف ہیں، بیشتر سیاسی اور فوجی انقلابات اور اہم تغیرات میں ظاہری یا باطنی طور پر اس کی انگلیاں کام کرتی ہیں۔

۷- یہ تنظیم اپنی اصل اور اساس کے اعتبار سے یہودی ہے، اس کا خفیہ، عالمی، انتظامیہ ءعالیہ یہودی ہے۔

۸- یہ تنظیم اپنے مخفی حقیقی اغراض کے اعتبار سے تمام ادیان عالم کے مخالف ہے تاکہ بصورت عام ان سب کو ختم کردے اور فرزندان اسلام کے دلوں میں بصورت خاص اسلام کی شمع کو بجھا کر اسلام کو فنا کردے۔

۹- یہ تنظیم ایسے افراد کو خود سے منسلک کرنے کی شدید خواہش رکھتی ہے، جو مالی، سیاسی، اجتماعی اور علمی مقام کے حامل ہوں، یا کوئی بھی ایسا مقام رکھتے ہوں جن کے ذریعہ ارکان ماسونیت کے لئے ان کے معاشروں میں اثر ورسوخ حاصل کرنے کے راہ ہموار ہوسکے، اسی بناپر بادشاہوں، صدور، وزراء اور حکومت کے بڑے بڑے عہدہ دار اور ان جیسے دیگر افراد کو خود سے منسلک کرنے کی شدید کوشش کرتی ہے۔

۱۰- اس تنظیم کی مختلف شاخیں ہیں جو نظر فریبی کے لئے مختلف نام رکھتی ہیں تاکہ ماسونیت کے نام کو جب کوئی دشواری لاحق ہو توان مختلف ناموں کے ذریعہ اپنے حرکت و عمل کو برابر جاری رکھ سکے، مختلف ناموں کی ان مستور شاخوں میں سے چند ظاہری تنظیمیں یہ ہیں، لائنز کلب اور روٹری کلب، ان کے سوا ایسے بہت سے مبادی اور بدترین تحریکات ہیں جو اسلامی اصولوں کے کلی منافی اور متناقض ہیں۔